

# شمالی اسلام



Chief Editor: **Zahur Ahmed Bugvi.**

**SHAMS-UL-ISLAM** (Monthly)  
**BHERA (PUNJAB).**



Handwritten header text at the top left.

Handwritten header text in the center.

Large, stylized handwritten title or heading, possibly in Arabic or Persian script.

Handwritten text line below the main title.

Handwritten text within a rectangular frame, possibly a list or table.

Handwritten text within a rectangular frame, continuing the list or table.

Handwritten text within a rectangular frame, continuing the list or table.

Handwritten text within a rectangular frame, continuing the list or table.

Handwritten text at the bottom of the page.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# شمس الاسلام

نائب مدیر: محمد رحمت اللہ ارشد  
بھیرہ پنجاب  
چندہ سالانہ ایک روپیہ آٹھ آنہ

جلد ۱ باب ۱۹۳۶ بق ۵۵ ۱۳۵۵ نمبر ۱  
بابت ماہ اکتوبر مظلماہ رجب

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۱	معارف قرآن	۲
۲	حکمت و موعظت	۵
۳	تصوف و اخلاق	۷
۴	مغرب میں اسلام کی تبلیغی رفتار	۱۰
۵	شذرات	۱۵
۶	شاہیر اسلام	۱۹
۷	ہنگامہ سنی و کلب علی شیعہ کی نویں ملاقات	۲۱
۸	خطابات و القاب کی بیوقاری	۳۳
۹	نقل اور اصل (نظم)	۳۷
۱۰	تنقید و تبصرہ	۳۸
۱۱	تشکر و امتنان	۳۹
۱۲	دارالافتاء کی تعمیر	۴۰

## معارف قرآن

## بَابُ التَّغْوِي

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ  
 أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ - وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا  
 كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا الْوَيْلُ لَنَا مِنَ السَّفَهَاءِ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السَّفَهَاءُ  
 وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ - وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنُوا وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شَيَاطِينِهِمْ  
 قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَعِضُونَ - اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ  
 فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ - (سورہ بقرہ - ع ۱)

اور جب ان سے (منافقین) سے یہ کہا جاتا ہے کہ ملک میں فساد نہ کیا کرو۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ہی تو صلاح  
 کرنے والے ہیں؟ کیونکہ ہم ہی تو فساد ہیں لیکن ان کو خبر ہی نہیں۔ اور جب ان (منافقین) سے یہ کہا جاتا ہے  
 کہ تم بھی ایمان لاؤ جیسا اور لوگ ایمان لائے۔ تو کہتے ہیں کیا ہم ہی طرح ایمان لے آئیں جس طرح حق ایمان  
 لے آئے؟ اور جب اپنے شیاطین کے پاس آئیے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو ان  
 (ایمانداروں) سے استہزا کر رہے تھے (حقیقت یہ ہے کہ اللہ ان کے ساتھ استہزا کرتا ہے۔ اور ان کو ڈھیلے  
 رہنے اور وہ اندھے ہو رہے ہیں۔

جب اقوام عالم میں سے کسی قوم کی تباہی و بربادی و خیریت و شران کے ایام قریب ہو جاتے ہیں۔ تو فنا  
 کے گھاٹ اترنے سے پہلے ان سے عقل و شعور چھین لیا جاتا ہے۔ قلب و دماغ پر بے حسی چھا جاتی ہے۔ حقائق و الاشیاء  
 ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ اور وہ قوم جو اس سے پہلے قلم عرفان کی شنا و سمجھی جاتی تھی۔ اب وہ  
 جہالت کی تاریکیوں میں ڈگمگاتی پھرتی ہے۔ عقل و شعور جاتا رہا۔ بصیرت و ہدایت ہوا ہوئی۔ فراست و دانش کا دیوالہ کل  
 گیا اب نہ سوچنے کی توفیق اور نہ سمجھنے کی استطاعت۔ اس وقت قوم ضلالت و شقاوت کی بدترین آلائشوں سے ملوث  
 ہوتی ہے۔ اور کار ساز عالم کاسب سے بڑا قہر و جلال یہ ہے کہ وہ کسی قوم سے عقل و بصیرت چھین لے۔

ایسی قوم حقائق و معارف کی کُنہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ اور کائنات عالم میں بدترین اعمال۔ مذموم روش  
 اور اپنی سیماہ کاری کے عوض اچھے نتائج کے انتظار میں رہتی ہے۔ نیک و بد کوششاخت کرنے کی قوت ان

۱۲  
 وہ قومیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جہالت و غیبت میں مبتلا کر دیا ہے۔ ان کے دل میں عقل و شعور نہیں رہا۔ ان کے دماغ پر بے حسی چھا جاتی ہے۔ ان کے دل میں حقائق و الاشیاء کی نگاہ نہیں رہی۔ ان کے دل میں جہالت کی تاریکیوں میں ڈگمگاتی پھرتی ہے۔ ان کے دل میں عقل و شعور جاتا رہا۔ ان کے دل میں بصیرت و ہدایت ہوا ہوئی۔ ان کے دل میں فراست و دانش کا دیوالہ کل گیا۔ ان کے دل میں سوچنے کی توفیق اور نہ سمجھنے کی استطاعت نہیں رہی۔ ان کے دل میں ضلالت و شقاوت کی بدترین آلائشوں سے ملوث ہو جاتے ہیں۔ ان کے دل میں کار ساز عالم کاسب سے بڑا قہر و جلال یہ ہے کہ وہ کسی قوم سے عقل و بصیرت چھین لے۔

میں باقی نہیں رہتی۔ منافقین کی بھی یہی حالت ہوتی۔ کہ ان کو عداوت حتیٰ کی وجہ سے نیک و بد کا امتیاز کرنے کی استطاعت نہ رہی۔ اور تدبیر کی کو حسن تدبیر اور اپنے افساد کو اصلاح سے تعبیر کرنے لگے۔ یہ خدا کی قہر تھا۔ جو معرضِ ظہور میں آیا بشیطان نے حسن و قبح میں تلبیس کے قوتِ علم و شعور۔ فراست و دانش اور عقل بصیرت فنا کر دی۔ اس کے بعد عدلے قدوس ان کی ایک اور بجا حرکت اور مذموم رویہ کا اظہار فرماتے ہیں یعنی جب ان سے کہا جائے کہ تم منافقت، مخادعت، فتنہ و فساد کو چھوڑ دو۔ اور بھر توجہ رسالت، علم و عرفان کے غواص بن جاؤ۔ اور ان قدسیوں میں اپنا شمار کرالوجن کے ایمان و عرفان صداقت و ہدایت اسامیتِ بالیٰصیت پر قدرت نے ہر تصدیق ثبت فرمادی۔ تو نہایت ہی سفاہت و حماقت سے جواب دیتے ہیں۔ کہ کیا ہم ان جیوتوں کی مانند ہو جائیں جنہوں نے تخیل کو واقعات پر اور توقع کو وقوع پر ترجیح دی۔ اس دنیائے اعراض کیا۔ اور آخرت سدھانے کی دھن میں لگ گئے۔

قدرتِ محاکمہ کے رنگ میں ارث ذولتے ہوئے ان کے اس فتوے کو ان کے منہ پر اڑتی ہے۔ کہ حقیقت میں احمق تو وہ ہیں جنہوں نے بقا کے مقابلہ میں فنا۔ غیر محدود کے مقابلہ میں محدود اور غیر متہیجہ حیات کے عوض میں محدود و ایام کی زندگی پر سدا کر لی۔ دنیا کی ملمع ساز، اور فریب کاری نے ان کی آنکھوں کو ایسا سمجھ کر دیا کہ ان کی بدین نگاہ کو یہ توفیق نہ ملی۔ کہ وہ واقعات کو بے نقاب کر سکیں۔ تاکہ انہیں پتہ چل سکے کہ اعلیٰ و ارفع زندگی کونسی ہے۔ اور اسفل و نقصان دہ حیات کونسی۔ اعراض فانیہ کی مستی میں مست و مدہوش ہو کر لذاتِ جاودانیہ سے بے نیاز ہو گئے۔ لیکن لایعالمون انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ ہم کس کن رو میں بے چلے جاتے ہیں۔ اور نقص و نفاق کی پٹی نے ہمیں کیوں باندھ کر دیا کہ نہ علم نہ شعور نہ اسکا سن نہ وجدان لغتِ عربی کے نقطہ نظر سے شعور محسوسات سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے لا تفسد وافی الارض کے مقابلہ میں ولکن لا یستعش ورن فرمایا۔ اور چونکہ سفاہت جہل و اذانی کا نام ہے۔ اس لئے اس کے مقابلہ میں ولکن لایہ اہمون کا ارشاد دیا۔

علم بلاغت کے پیش نظر لا یستعش ورن۔ لایعالمون کے مفعول ذکر نہیں فرمائے۔ لکن تفسد نفس السامع کل مذہب یعنی اگر مفعول کو ذکر کر دیا جاتا۔ تو عدم شعور و عدم علم انحصارِ بشری انہی مفعولوں میں ہو جاتا۔ اور وہ تعمیری معنی منقود ہو جاتا جو قرآن مقدس کے موجودہ الفاظ میں ہے۔ کما تشہد، لہ عالم المعانی والبیان۔

اور چونکہ ایمان و اسلام اور ساری پابندی و عمل پسندی اور حدودِ آدمی کی شہادت کا نام ہے اس لئے پہلے ہی کو لا تفسد واکے الفاظ میں بیان فرمایا۔ تاکہ نوادی کا ارتکاب نہ کریں۔ اور پیرا مفعول

تاکہ ادا کر کی پابندی کریں۔ اس کے بعد ان کی ایک اور قبیح و نازیبا خصلت و حرکت کا اظہار ہوتا ہے تاکہ ان کا رویہ شرمندہ نقاب نہ رہے جب منافقین مسلمانوں سے ملنے یا ان کے مجامع و محافل میں جاتے تو فوراً کہہ دیتے کہ ہم بھی ایماندار ہیں۔ اور جو خصوصی صفات تمہارے اندر پائے جاتے ہیں۔ وہ ہمہ اے اندیشہ موجود ہیں۔ اس لئے ہم تمہارے فوائد و منافع مجالس و محافل اور معاشرت و تمدن میں شریک ہیں۔ اور جب سے ملاقات ہوتی۔ اور ان شیاطین سے خلوت میسر ہوتی۔ تو کہہ دیتے کہ ہم یقیناً آپ کے ساتھ ہیں ہمارا دل ہمارا دماغ ہماری طافنتیں اور ہماری قوتیں سب تمہاری تائید و نصرت میں صرف ہو رہی ہیں ہم مسلمانوں سے تو ایسے ہی مزاج و استخزاء کر لیتے ہیں۔ ورنہ ہمارا تمہارا مذہب و مسلک ایک پرگرام ایک نقطہ نظر ایک مطبخ نظر ایک۔ رویہ ایک مقصد ایک اور زندگی کا نصب العین ایک ہے۔

چونکہ منافقین مسلمانوں کو ایک سیدھا سا دھاگر وہ بھولی بھالی جماعت، اور نیک نیت گروہ سمجھتے ہیں اسلئے اپنی کلام کو ٹوک لانیکی کوئی ضرورت نہ سمجھتے تھے۔ اور بلا تاکید آہٹا کہہ دیتے تھے لیکن کفار کی عیاری و چالاک کی کو سامنے رکھتے ہوئے وہ نہایت ہی ناکیبا کید سے کہتے تھے۔ انا محکم اللہ سے تھڑی ہم اللہ کو مقصد کر کے استخزاء کو صرف قدرت سے مندوب فرمایا جس کے معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ہی استخزاء کر رہے ہیں جیسے کوئی شخص حکومت و قدرت کے کسی عزیز آدمی سے منافقت کرے۔ تو کہا جاتا ہے کہ یہ بادشاہ کا مقابلہ کر رہا ہے ٹھیک۔ اسی طرح جو خدائی لشکر سے ٹکرایا۔ اس نے مالک الملک کے ساتھ مقابلہ کیا۔ تقلیم صاحب قلہ الخیر یضید الحصر اور چچہ جملہ فعلیہ کے لانے سے متحد و حدود پر ولایت ہو گئی جس کے معنی ہوئے کہ خدا تعالیٰ تم سے ہرقت نئی نئی نوعیت کا استخزاء کرتے ہیں۔

بعض لوگوں نے قرآن مقدس کے سیاق و سباق کو نہ دیکھا۔ اور نہ ہی محاورہ عربیہ استخزاء پر غور کیا۔ اور اپنی کوتاہ اندیشی سے اعتراض چڑویا۔ کہ کیا خدا بھی استخزاء کرتا ہے۔ تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً حقیقت یہ ہے کہ اس اعتراض کی بنا محاورہ عربیت اور زبان ناشناسی پر ہے۔ بعض اوقات و اسباب و افعال کی مناسبت کے باعث نتائج پر بھی ایسی الفاظ کا اطلاق ہوتا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ تم پر جتنا ظلم کیا جائے تم بھی اتنا ظلم کرو۔ حالانکہ ظلم کا مقابلہ جبراً و ستر سے ہوتا ہے نہ کہ ظلم سے لیکن گناہ کی مناسبت سے ایسے کہہ دیا جاتا ہے۔

چونکہ یہاں منافقین استخزاء کے مدعی تھے۔ اس لئے ان کے مقابلہ میں استخزاء کے الفاظ استعمال ہوئے۔



## حکمت و عظمت

## بَابُ الْحَدِيثِ

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (بخاری)

تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن شریف سیکھا اور پھر پڑھایا۔  
 ارباب بصیرت جانتے ہیں کہ قرآن مقدس حقائق و معارف کا توح آفرین قلم ہے اور انسانی زندگی کی سدھار انہی قدرتی قوانین و قواعد کی عمل پیرائی میں منحصر ہے۔ دل معاشرت، قانون تمدن اور طبعی حیات کا علم و شعور اسی مقدس کتاب الہی سے حاصل ہوتا ہے۔ ہم بہترین اور زہین تعلیم ہے جس سے انسانی حیات ماریج عالیہ کے طے کرنے پر قادر ہو سکتی ہے۔ اگر ایک طرف وہ (قرآن) ابنائے آدم کو خلافت الہی کی تقویم و تنظیم کی ہدایت کرتا ہے۔ تو دوسری طرف ماسوائے اللہ سے انقطاع اور تمیز و بے مثال ذات کے ساتھ ارتباط و اتصال کا گراں بہا سبق دیتا ہے۔

مسلمان کا لاکھ اہل جب تک قرآنی تعلیمات نہیں اس وقت وہ قیصر و کبی کے پائے تخت پر حکمران تھا۔ سلطنتیں اور حکومتیں اس کے نام سے کانپتی تھیں۔ دُنیا اُس کی لونڈی اور غرور و قار اس کا بے زر غلام تھا۔ دوسرے مسلم کی حدیث میں آئے کہ

ان الله يرفع بهذا الكتاب اقواماً و  
 يضع به اُخرى بين مسلم  
 تسفل و الخطاط میں جا گزریں ہوں گی

قرآن مجید کا مطمح نظر دوسری کتب سنٹرلہ کی مانند رہبانیت و کیسوی کی تعلیم نہیں۔ بلکہ قرآن انسانیت سے کام لیتا اور انسانیت ملکیت و ملوکیت کے طریق کار سے آگاہ کر رہا ہے۔

اگرچہ آج تعصب کی لگام نے انبیاء کی زبانوں کو بند رکھا ہے۔ مگر کھولیں پہر ان کا حال اور طرز عمل قرآنی تعلیمات کی تائید میں مصروف عمل ہے۔ اقوام عالم بے اختیار اس بے پناہ مقناطیس جذب کی طرف منجذب ہو رہی ہیں۔ اب ادوی دنیا بے یار و مددگار کے لئے مجبور ہے کہ دینی و دنیاوی نجات اور اولی و آخرت کی فلاح صرف اور صرف قرآن مقدس کا خاصہ ہے۔ مگر انہوں نے مسلمان اس بے بہا خزانہ کو ہاتھ نہیں

رکتے ہوئے عملی اقدام سے کوتاہی کر رہے ہیں۔ اگر آج بھی وہی اسلامیت و لٹھیت جلوہ گر ہو جائے۔ تو شانِ اسلام کا پیدائنا چند لمحات کا بھی منتظر نہیں۔ اللہم ادرنا حقائق الاستیاء کماھی۔  
**اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلٰی الْمَيِّتِ فَاخْلَصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ** (ابوداؤد)  
 جب تم جنازہ پڑھو تو میت کے لئے نہایت اخلاص سے دعا کرو۔

ویسے اخلاص کے بغیر ہر دعا بے روح کے مترادف ہے۔ اور کوئی دعا اخلاص کے بغیر قابل قبول نہیں۔ مگر جنازہ کا وہ نازک مرحلہ ہے کہ جب ایک مسلمان بھائی اپنے دوست کو بھائی کو ہمیشہ کے لئے خدا کے سپرد کر کے اسے اسباب ظاہری و دنیوی سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اس کا معاملہ مخلوق ختم ہو کر صرف خالق کی ذات سے وابستہ ہوتا ہے۔ اس وقت میں جس قدر اخلاص بخشوع و خضوع اور عجز و انکسار سے دعا کی جائے۔ اتنی ہی انسان کی دعا و قبولیت و اجابت کے قریب ہوتی ہے۔

## الدُّنْيَا سَجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّتُ الْكَافِرِ

دنیا مومن کے لئے قید ہے۔ اور کافر کے لئے جنت (مسلم)

مومن کا نصب العین دنیاوی آلات و اثاثات اور مادہ پرستی سے بلند ہے۔ اور حقیقت میں جب انسان کے پاس دولتِ ایمان موجود ہے۔ اور اس کا قلب اسی پاک گراں بہا نور سے معمور ہے۔ تو وہ ظاہری جاہ و جلال اور جب دُنیا سے بے نیاز ہے۔ اور چونکہ کافر کا نصب العین صرف اور صرف حصولِ دولت اور ندر پرستی ہے۔ اس کی زندگی کا ہر ایک لمحہ اسی دُھن میں گذرتا ہے۔ اس لئے یہ دنیا اس کے لئے جنت بن کر نظر آتی ہے۔ اور اس کی کوتاہ عقل ان نظر فریب نظاروں کو بھانڈ کر حقیقی دولت پر قبضہ نہیں کر سکتی۔ اور اس کا منتھائی عقل ہی ٹھیرتا ہے۔

اب اگر مسلمان کو اس دُنیا میں کسی قدر دقت و مشقت کا سامنا ہو۔ تو وہ اسے اپنے لئے خدائی رحمت سمجھے۔ کیونکہ وہ ایک محدود عرصہ حیات میں تکالیف برداشت کر کے اپنی غیر محدود و غیر منتہی زندگی کو سنوار رہا ہے۔ جائے مسرت ہے۔ غم و اندوہ کا مقام نہیں۔



**کشف الغطا** شیخوں نے حال ہی میں ایک سالہ شائع کیا ہے جس میں بزمِ خود سواہیات قرآنیہ سے اسال الیہین فی الصلوٰۃ پر استدلال کیا ہے۔ مولانا سید غلام حسن شاہ صاحب پرہاروی نے کشف الغطا کے نام سے اس کا عمدہ رد و تالیف کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ رسالہ دیکھنے سے تسکین رکھنا ہے۔ قیمت دو آنہ۔  
 صلے کا پتہ:۔ فیچر سالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)



## تصوف و اخلاق

## غیبت سے بچو

مسلمانوں کی دینی و دنیوی فلاح کی بنیاد اتحاد - اخوت - مواخات - صداقت اور مساوات پر ہے جب تک مسلمان کے اندر یہ چیزیں پیدا نہ ہوں۔ اُس وقت تک ارتقائی مارچ کاٹے کرنا غیر ممکن ہے غیبت ایک ایسا فعل ہے۔ کہ اسلام کی روح پر اثر انداز ہوتا ہے۔ کینہ حب - غضب ظلم اور جھوٹ جفا کی آگ بھڑکاتا اور تشکدہ لفاق و انشقاق کو گرم کرتا ہے۔ اخلاقی انحطاط و فساد تصوف و اسلام کے روح پرور منظر ہرارت کے بالکل منافی ہے۔

**غیبت کیا ہے؟** کسی دوسرے مسلمان بھائی کی عزت و وقار - نسب و حسب - فعل و عمل - دین و دنیا پر اُس کی عدم موجودگی میں حملہ کرنے کا نام غیبت ہے۔ ہر وہ لفظ جو دوسرے مسلمان کی دل شکنی کا باعث ہوگا۔ اور ہر وہ لفظ جس کو دوسرا مسلمان شکر و رنجیدہ خاطر ہو۔ اس کا نام غیبت ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔

سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے صحابہ نے عرض کی خدا و رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ اپنے بھائی کو ایسے الفاظ میں یاد کرنا کہ جن الفاظ کو وہ اپنے حق میں پسند نہ کرے۔ صحابہ میں سے کسی نے عرض کیا کہ اگرچہ ایسے الفاظ سے ذکر کیا جائے (اور

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال هل تدرون ما الغيبة قالوا اللہ ورسوله علم قال ذکوک الخاک بما یکسر ہدہ قیل ارایت ان کان فی انخی ما قولہ قال ان کان فیہ ما تقول فقد اغتبتہ وان لم یکن فیہ فقد بہتہ۔ مسلم)

ان عیوب کو ذکر کیا جائے) جو اس کے اندر واقعی طور پر موجود ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ایسی کا نام غیبت ہے اگر ایسے الفاظ نہ ہوں (اور ایسے واقعات کو ذکر کیا جائے جو اس کے اندر موجود نہ ہوں) تو یہ افتراء اور بہتان ہے۔ مسلم)

اب حدیث کی روشنی میں آپ سمجھ گئے کہ ہر وہ لفظ جو کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف دے۔ وہ غیبت شمار ہوگا لیکن یہ سمجھنا بھی ضروری ہے۔ کہ غیبت صرف زبان ہی میں بند نہیں اور غیبت صرف

قول کا نام ہی نہیں بلکہ ہر وہ فعل بھی غیبت میں شمار ہوگا جو کسی مسلمان کے لئے تکلیف دہ ثابت ہو۔ حدیث میں ہے کہ :-

عن عائشۃ دخلت علینا امراً فلما ولت اُمت بیدی انھا قصصیرۃ فقال علیہ السلام اغتبتھا (ابن ابی الزینہ)  
حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ مہلے میں ایک عورت آئی جب اُس نے پیٹھ پھیری تو میں نے ہاتھ لے کر کہا کہ بتلایا کہ یہ کوتاہ قامت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو غیبت کی ترکیب ہوئی۔

حدیث کے ان واضح الفاظ سے ظاہر ہو گیا۔ کہ غیبت صرف زبان میں ہی منحصر نہیں بلکہ لبتا و اشارات سے بھی انسان غیبت کا ترکیب ہو جاتا ہے۔

امام غزالی نے فرمایا کہ جو شخص غیبت سے توبہ کر کے مرتد ہے۔ وہ سب سے آخر جنت میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص توبہ ہی نہیں کرتا۔ وہ سب سے پہلے جہنم میں داخل ہوگا۔

حضرت بایزید بسطامی کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اور کہا کہ فلاں آدمی آپ کی شکایت کر رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ کب کر رہا تھا۔ اور تم کیوں وہاں گئے تھے۔ اس نے کہا کہ آج وہاں بھائی تھی۔ اس لئے جانا ہوا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ کیا کیا کھایا؟ جواب میں اس قسم کے کھانے گن سنائے آپ نے فرمایا کہ افسوس تیرے اندر آٹھ قسموں کے کھانے تو سما گئے۔ مگر تو اپنے دل میں تھوڑی سی بات بھی نہ چھپا سکا۔ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ کسی شخص کی غیبت کو اس کے سامنے بیان کرنا یہ بھی گناہ ہے۔ اور یہی متشددہ نفاق کو گویا ہے۔

اگر کس کو بوار غیبت افزا خست است | اگر گوشت مردگاں غذا ساخته است  
و اگر کس کو جیب خلق پر خست است | زانت کہ عیب خویش نشان خست است

غیبت دل و دماغ کو فدا کرتی ہے۔ اور انسان کی پاکیزہ زندگی کو ذلت آفرین حیات سے تبدیل کرتی ہے۔ خدائے قدوس نے قرآن مجید میں غیبت کو مردہ بھائی کی لاش کو کھانا فرمایا۔ ایجب احد کہ ان یا کل لحم اخیدہ میتا۔ حضرت صائب فرماتے ہیں :-  
کے کہ پاک نسا زدہ من ز غیبت خلق  
صہاں کلید در دوزخست مسواکش

حضرت ابن سیرین سے کہا گیا۔ کہ آپ اظلم هذه الامة حجاج کے متعلق کیوں کچھ نہیں فرماتے۔ آپ نے فرمایا کہ میری غیبت کوئی سے وہ جنت میں چلا جائیگا۔ اور میں جہنم کا سنہ دیکھوں گا (الحین و اللہ) (روح البیان)

شیخ سعدی نے گلستان میں لکھا ہے۔ کہ یاد دارم کہ در عہد طفولیت متعبد بودم و شب خیز و مریخ  
زہد و پرہیز تا شبے در خدمت پدر شستہ بودم و ہمہ شب دیدہ بہم نہ بستہ۔ و مصحف عزیز در کنار گرفتہ  
و طاغیہ گرد ما خفتہ۔ پدر را گفتم کہ ازیناں یکے سر بر نہ آرد۔ کہ دور کعت نماز بگذارد۔ در خواب  
غفلت چنان رفتہ اند کہ گوئی خفتہ اند۔ بلکہ مردہ۔ گفت اے جان پدر اگر تونیز بخفتی بہ کہ در آستین خلق افتی

۵ نہ بنید مدعی جز خویش تن را      کہ دار و پردہ پندار در پیش  
اگر چشم ملت را بر کشائی      نہ بین، پیچ کس عاجز تر از خویش

## صبح صحابہ رضی اللہ عنہم

### حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

(راؤ مولانا خدابخش صاحب انوار السری)

ترا سینہ ہے یا گنجینہ اسرارِ قرآنی  
کیا کرتے ہیں جس کی حضرت جبریل درباری  
تے ارشاد میں نور و لا خوف کی تا بانی  
اُسی کی روشنی میں تو نے دیکھی راہِ عرفانی  
بتایا قیصر و کسریٰ کو تو نے رازِ سلطانی  
مسلمان دیکھتے ہیں صورتِ تہذیبِ ایمانی  
نمایاں ہوتے اعمال سے وہ جوشِ ایمانی  
دکھایا تو نے جب آئینہ آئینِ یزدانی

ابو بکرؓ اے رفیقِ حضرت محبوبِ جانی  
محمدؐ کی محبت لے گئی اُس قصر میں بھگو  
تے لب پر چراغِ ائمہ العلون کی کرتیں  
وہ شمعِ صدق جو روشن تھی فانوسِ رسالت میں  
بنکر بوریائے فقر کو تختِ شہنشاہی  
تیری سیرت وہ اک آئینہ شفاف ہے جس میں  
محمدؐ کے دل روشن ہیں جس نے پرورش پائی  
قوانینِ اہرن ہو گئے معدوم دنیا سے

شب تاریک غارِ ثور سے صبح قیامت تک  
کوئی پہنچا نہ پہنچا ترے اوجِ صداقت تک

# تاریخ و عبر مغرب میں اسلام کی تبلیغی رفتار

(از جناب سلیم آفندی)

سب سے پہلے اسلام یورپ میں موروں اور ترکوں کے ساتھ داخل ہوا۔ فاتحین کی روادار پسندي اور اخلاق کو دیکھ کر سپین اور مشرقی یورپ کے لاکھوں عیسائی حلقہ بگوش اسلام ہوئے لیکن جب مسلمانوں کا سیاسی اقتدار کم ہو گیا۔ تو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مسیحی بھڑوں نے ایک زبردست پردہ پیکند کر کے روجل کی نوبت پہنچادی۔ سپین میں جو اہل اسلام پر گزری اس پر تاریخ کے اوراق غمیں گواہ ہیں۔ البتہ مشرقی یورپ میں وہ اُن مصائب و مظالم کا شکار نہ ہو سکے۔ چنانچہ آج بھی بلقان اور آسٹریا و یوگوسلاویہ میں مسلمان کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ یہی روجل اسلام کے متعلق سب سے زیادہ غلط فہمیوں کا موجب ہوا۔ اور آج اگر اسلام کے متعلق ان کی تحریریں ہماری نظر سے گذریں۔ تو تجب اور غصہ سے روکنے کوئی ہو جائیں۔ چنانچہ یہ غلط فہمیاں اس وقت تک برابر جاری رہیں جب تک کہ سرسید سیاح جمال الدین افغانی اور سید امیر علی نے انہیں اپنی تحریروں یا تقریروں سے دور نہ کیا۔

ہمیں رطانیہ کے عجائب گھر سے آٹھویں صدی عیسوی کا ایک طلائی سکہ ملتا ہے جس پر ایک طرف شاہ اومان کی تصویر ہے۔ اور دوسری طرف عربی حروف میں اسلامی کلمہ۔ انگلستان کی تاریخ میں سب سے پہلے ہمیں اگر ٹیر کے رہنے والے ایک شخص الحاج پیٹر کا نام نظر آتا ہے جو ۱۱۷۱ء میں مسلمان ہوا۔ حج کیا اور دس گزیر کر اپنے سفر کے حالات لکھے۔ اس کے بعد انیسویں صدی کے شروع میں سکاٹ لینڈ کا ایک شخص تھاں کا بیٹھ اپنے مصر کے دوران قیام میں مسلمان ہوا۔ اور اپریل ۱۸۱۵ء میں گورنر مدینہ مقرر ہوا۔ ۱۸۱۷ء میں مصر لینڈ کے رہنے والا ایک مشہور سیاح جان ایلیس ابراہیم جو اسلام اور مسلمانوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے اسلامی ممالک میں سیاحت کر رہا تھا حلقہ بگوش اسلام ہوا جس وقت وہ مرنے لگا۔ تو اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ کہ میری تجنہ و تکفین اسلامی طریق پر ہو۔ چنانچہ اس کے دوستوں نے اُسے مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔ انیسویں صدی کے آخر میں امریکہ کا ایک پادری عیسائیت کی تبلیغ کے لئے ترکی آیا لیکن وہاں شیخ الاسلام کے حقوق مسلمان ہو کر اسلامی تبلیغ کی حیثیت میں واپس امریکہ چلا گیا۔

اُجھائے پاؤں یار کا زلف و راز میں

لو آپ اپنے دام میں صیت آگیا



لیکن اسلامی تبلیغ کا حقیقی دور اس وقت سے شروع ہوتا ہے۔ جبکہ انیسویں صدی کے آخر میں مسیحی مبلغین اور مولانا چرچ علی نے اپنی محققانہ اسلامی تحریروں سے یورپ کو چونکا دیا۔ ۱۸۷۵ء میں لارڈ سٹینلے جو انگریزوں کی طرف سے ترکی میں مقیم تھا مسلمان ہوا اور عبدالرحمان نام پایا۔ ۱۸۷۷ء میں امریکن جرنلسٹ مسٹر اسل ویب جو جزائر فلپائن میں کونسل جنرل کے خدمات انجام دے رہا تھا مسلمان ہوا۔ ملازمت سے استعفیٰ ہو گیا۔ اور ایک اسلامی مبلغ کی حیثیت میں ہندوستان کی راہ امریکہ چلا گیا۔ وہیں اُس نے پورے زور سے اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔ اسلام پر چند تصانیف کیں۔ اور اسلامی دنیا کے نام سے ایک ماہوار رسالہ جاری کیا۔ بالآخر جنگ عظیم کے زمانہ میں فوت ہوا لیکن اس کی جگہ خالی نہ رہی کیونکہ اس نے اپنے حلقہ اثر میں کافی لوگوں پر اسلام کی حقیقت آشکارا کر دی تھی لیکن مغرب میں اسلام کی تبلیغی تاریخ کا سب سے اہم واقعہ مسٹر قولیم کا قبول اسلام ہے شیخ لورپول کا کہنے والا تھا ۱۸۸۶ء میں جب وہ مراکو گیا۔ تو وہاں ایک عرب امام کے مباحثوں کے بعد اسلام کی آغوش میں پہنچا دیا۔ انگلستان واپس آیا۔ اور لورپول میں ایک اسلامی مبلغ کی حیثیت سے رہنے لگا۔ وہ ترکی بھی گیا اور وہاں سے مالی امداد حاصل کی۔ حاجی سلیمان مین کے سفرنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۹۲ء میں اُس نے دوسو نو مسلموں کی ایک برادری قائم کر رکھی تھی۔ چنانچہ اب وہ شیخ اسلام عبداللہ قولیم کہلاتا۔ لورپول میں اس نے ایک مسجد اور ایک اسلامی درس گاہ بنائی جب اُس کی تحریک نے کچھ اور تقویت حاصل کر لی۔ تو دوسرے سال جاری کر دیئے۔ ایک مہفتہ وار اہلال اور دوسرا ماہوار اسلامی دنیا۔ ان ابتدائی نو مسلموں میں پروفیسر یحییٰ النضر جان پارکینس ایف جی۔ ایس ایسی زبردست ہستی بھی تھی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد پارکینس نے اپنا تمام وقت اور قوت اسلامی تبلیغ کے لئے وقف کر دی اسلام پر متحد رہتے ہی انھیں اور اسلامی جہات اور شجاعت کے مواضع پر شاہنامہ لکھا۔ لیکن بستی دیکھئے ان میں سے کوئی بھی تصنیف شائع نہ ہو سکی۔ پارکینس مشرقی ممالک کی سیاحت کو بھی آیا۔ اور اس کے جذبہ اسلامی سے مشرقی مسلمان بے حد متاثر ہوئے۔ چنانچہ ۱۹۲۱ء میں راہی ملک بھا ہوا۔

قولیم نے اسلامی جائید کے علاوہ چند کتابیں بھی لکھیں۔ ان میں سے مذہب اسلام ایک مدلل اور مشہور تصنیف ہے۔ نہ ہی فلاسفر ہونے کے علاوہ قولیم ایک زبردست سائنسدان اور ماہر السنہ بھی تھا۔ چنانچہ وہ اکثر سائنٹیفک جرائد کا ایڈیٹر بھی رہا۔ سنہ ۱۹۰۷ء کے بعد اُس نے دنیوی علوم کی طرف زیادہ توجہ شروع کر دی۔ اور ڈاکٹر ہارون مصطفیٰ لیون ایم۔ اے۔ بی ایم۔ ڈی وغیرہ وغیرہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اب وہ اسلامی تبلیغی مشن کی صدارت سے علیحدہ ہو گیا۔ اور وہ کام خالد شیلڈریک اور خواجہ کمال الدین ایسے لوگوں کے ہاتھ سپرد کر دیا لیکن آخر دم تک (سنہ ۱۹۳۲ء) اس نے انفرادی تبلیغ کا کام نہ چھوڑا۔ اس کے

آخری تادم زندگی کی تبلیغی سرگرمیوں کا ایک ذریعہ نتیجہ پروفیسر نور الدین سٹیفن تھا۔ اسلام کے انگریز مبلغین کی فہرست میں ڈاکٹر خالد شیلڈرک کا نام دوسرے درجہ پر ہے۔ ۱۹۷۱ء میں ذاتی مطالعہ سے مسلمان ہوا۔ اور ڈاکٹر عبداللہ سہروردی کے ہمراہ انگلستان اور فرانس میں اپنا تبلیغی کام شروع کر دیا۔ عبداللہ سہروردی اس وقت لندن میں تعلیم کی خاطر مقیم تھا۔ اس نے خود بھی کئی ایک کو مسلمان کیا۔ چنانچہ میجر جنرل محمد ڈکسن اسی کے ہاتھ پر شرف باسلام ہوا۔ خود ڈاکٹر خالد شیلڈرک ایک کے ہاتھ پر سینکڑوں شرف باسلام ہوئے انہیں اسے مشہور یہ ہیں۔

ولید بن سٹیڈ (۱۹۰۴) احمد برڈنگ (۱۹۰۵) عمر فلاٹ (۱۹۰۴) عمر چرٹون (۱۹۱۵) بیرن ہون۔ ایک روسی جرنیل (۱۹۲۰) محمد ہل (۱۹۲۰) پادری مینارڈ امریکن (۱۹۲۰) عبداللہ ڈوے (۱۹۲۵) بل انڈیوز (۱۹۲۶) ولید ڈائسن (۱۹۲۷) علیا حضرت شہزادی و بانگ مودا خیر النساء (۱۹۳۲) خالد کانڈسپن (۱۹۳۲) پروفیسر ٹومیک آف جاوا (۱۹۳۴)

ڈاکٹر شیلڈرک مشہور جرنلٹ ہے۔ اور اسلام کے متعلق بہت رسائل میں لکھ چکا ہے۔ لندن کے ایک اسلامی جبریدہ "مینار" نامی بھی جاری کیا تھا۔ لیکن وہ مالی مشکلات کی وجہ سے نہ چل سکا۔ لندن میں اُس نے ایک تبلیغی سوسائٹی (Western Islamic Association) کے نام سے بنارکھی ہے جس کا صدر وہ خود ہے۔

بیویوں صدی کے آغاز میں جرمنی میں بھی دو مشہور مبلغ بھائی پروفیسر عبدالستار خیری اور ڈاکٹر عبدالجبار خیری جو ان تعلیم کے لئے گئے تھے۔ سرگرم عمل نظر آتے ہیں جرمنی کے باقی مسلم طلباء کے ساتھ ملکر انہوں نے ایک اعلیٰ انجمن قائم کی۔ یہی دو بھائی پہلے ہی شخص تھے جنہوں نے جرمنی میں اسلام کی تبلیغ کی۔ اور یورپ کے مختلف ممالک مثلاً جرمنی۔ سوئیڈن۔ ڈنمارک۔ ہالینڈ۔ آسٹریا۔ سوئٹزرلینڈ۔ انگلستان۔ فرانس۔ بلجیم اور پولینڈ کے چار سو آدمیوں کو حلقہ بخش اسلام کیا۔ ان میں سے کئی تو ڈاکٹر خالد بنتیگ الحاج سعید کریم محمد اسد لیو پولڈ اور ڈاکٹر سعید نکیس ولپی کی مانند مشہور آدمی تھے۔ یہ دو بھائی تو اب واپس آگئے ہیں لیکن وہ سوسائٹی ابھی تک ڈاکٹر واصل ارسلان اور حافظ منظور احمد صاحب ایسے آدمیوں کے ہاتھوں میں اچھی طرح چل رہی ہے۔

۱۹۱۲ء میں خواجہ کمال الدین نے احمدیت کی تبلیغ کو چھوڑ کر خالص اسلام کا پرچار شروع کیا۔ اور دو رنگ کی مسجد ہوڈواٹر لیٹن نے بیگم صاحبہ بھول کے عطیہ سے بنوائی تھی۔ اپنے چار بیٹوں کی۔ خواجہ صاحب نے ایک ماہوار رسالہ اسلامک ریویو بھی جاری کر دیا۔ اور اسلام اور دیگر مذاہب کے تقابلی سائنس پر چند کتابیں بھی تحریر کیں۔

لارڈ ہسٹنلے فاروق بھی انہی دنوں میں مسلمان ہوئے۔

لندن میں ایک جامع مسجد اعلیٰ حضرت نظام حیدر آباد کے خرچ پر بنوائی جا رہی ہے۔ اور امید ہے کہ مستقبل قریب میں اس کے نتائج نہایت عمدہ صورت میں نمودار ہوں گے۔

فرانس میں بھی مراکو، الجیریا اور ٹونس کے مسلمان طلباء نے بہت سے لوگوں کو مسلمان کیا ہے۔ اور پیرس میں ایک خوبصورت مسجد بنائی ہے۔ شہزادی خیر النساء نے جو ابھی بھی مسلمان ہوئی ہیں، پیرس سے ایک اسلامی جہیدہ بھی جاری کیا ہے۔ وہاں کے لوگوں نے سپین کے عرب ناخین اور ان کے فرانسیسی تمدن پر اثرات کو آجکل احترام کی نگاہوں سے دیکھا شروع کیا ہے۔ اور رسول عربی کی سالگرہ منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ پولینڈ اور لوتھیانہ کی مسلم جماعتوں میں نئے سرے سے زندگی کی روح بیدار ہوئی ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے ڈاکٹر شن کی وچ مفتی اعظم پولینڈ اور اس کے دوست ایاز بیگ اسحاقی کی مساعی جمیدہ کا۔

سپین میں بھی احیاء کے آثار نظر آتے ہیں۔ اسپینی جمہوریت نے ۱۹۳۲ء سے غناطہ میں ایک عربی علوم کی درس گاہ کھول دی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ان توارخچی غنطوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔ جو سپین کو اسلامی حکومت سے حاصل ہوئیں۔ اور اس ذریعہ سے اسلامی دنیا کے ساتھ دوستی کا ایک لازوال رشتہ قائم کیا جائے۔ قرطبہ کی مشہور مسجد سے گرجا کو اٹھا لیا گیا ہے۔ اور مسجد مسلمانوں کو واپس دے دی گئی ہے۔ اسپینی سفیر متعینہ دمشق کے قبول اسلام نے سارے ملک میں ایک نئی روح بکھائی ہے جو بالکل اسلام کے حق میں ہے۔ اور جس کی زمام کار چند عرب علماء کے ہاتھ ہے۔

شمالی امریکہ میں محمد دیب کی تحریک کا مسٹر لنکن اور مسٹر ہیری کی مساعی جمیدہ سے پھر احیاء ہوا ہے۔ نیویارک میں ایک اسلامی سوسائٹی قائم ہے جو لندن کی اسلامی ایسوسی ایشن سے ملحق ہے۔ اس سوسائٹی نے نیویارک میں ایک مکان ۴۴۰۰ ڈالر کو خریدا ہے۔ جسے وہ مسجد کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ کئی ایک اسلامی جہاد بھی اس کی زیر سرپرستی نکلنے ہیں۔

جنوبی امریکہ میں تو ایک عجیب اسلامی تحریک ترقی پذیر ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ شامی اور ترکی سوداگروں کا ایک گروہ برازیل اور ارجنٹائن میں شہر ہو گیا۔ ان کا تبلیغی کام گویا ایک نمونہ ہے۔ ان لوگوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں ایک لاکھ آدمی مسلمان کر لئے ہیں۔ اور اب یہ اسلامی جماعت جو زیادہ تر برازیل ارجنٹائن اور بٹش۔ ونچ اور ڈچ گنی میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس برانچ کی ایک بڑی طاقت و جماعت ہے۔ ڈاکٹر سعید ابو عمر اس جماعت کے مٹ ہو لیڈر ہیں۔ ملک میں مسجدیں بھی کافی تعداد میں تعمیر کی گئی ہیں۔ اور ان سب میں سے بہترین راپوڈی جنیرا کی مسجد ہے۔ بہت سے اسلامی جرائد بھی نکلنے ہیں۔

مثلاً ”روزہ الافکار“ ”روزانہ“ ”امریکہ“ ”نفتہ دار السبارید“ ”ادرسہ روزہ“ ”فتحیائون“ یورپ کے چند ایک اور بھی مشہور مسلمان ہیں جن کا ذکر ابھی باقی ہے۔ انگریز مستشرق علامہ محمد مار ٹیوک بکھتال ایک بین الاقوامی شہرت کا انسان تھا۔ اس نے اپنی جوانی کا زمانہ فلسطین میں گزارا اور وہیں اسے اسلام سے دلچسپی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ ۱۹۲۱ء میں اس نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ اس وقت سے وہ مذہبی، تمدنی اور سیاسی اداروں میں کام کرتا رہا۔ کئی ایک کتابیں بھی تصنیف کیں لیکن اسلام کی سب سے بڑی خدمت اس کا انگریزی ترجمہ قرآن ہے۔ اس کے بعد وہ حیدر آباد دکن سے ایک اسلامی جوبہ اسلامک، کلچر نکالتا رہا۔ ”تھوڑا عرصہ ہوا کہ لندن میں فوت ہو گیا ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون“۔

دوسرا مشہور مسلمان ڈاکٹر جولیوس جزیس ہے۔ بوڈاپٹ کے دارالعلوم مشرقیہ سے رابندر ناتھ ٹیگور نے اپنے کالج شانتی نکیتن کے لیے اسے بلایا تھا۔ کچھ عرصہ شانتی نکیتن میں علوم اسلامی کا درس دیتا رہا۔ ۱۹۳۲ء میں اسلام قبول کیا۔ اور اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔ اس کی واپسی مسلمان بلقان کے لیے بے حد مفید ثابت ہوئی۔ ڈاکٹر ذکی علی عرب اور استاد عبداللطیف آفندی مفتی اعظم سنجری سے ملکر اس نے مشرقی یورپ کے مسلمانوں میں ایک نئی روح بھڑک دی ہے۔ اور اب وہ سر لو کرڈنٹین (Serbo Croation) زبان میں قرآن کا ترجمہ و تفسیر کر رہا ہے۔

تیسرا مشہور مغربی مسلمان الحاج محمد اسد لیو پولڈ واٹس ہے۔ جو یہودیت سے نکل کر اسلام کی آغوش میں آیا۔ جب تک تعلیم کے بعد وہ اسلامی ملک میں سیاحت کرنے لگا۔ اور بالآخر مسلمانوں کی عظیم الشان روایات سے متاثر ہو کر ۱۹۶۶ء میں حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ اس کے بعد حجاز میں آکر اس نے دینیات اور علوم اسلام کا مطالعہ کیا۔ اسلامی روح اس قدر بہرہ مند ہوا ہے کہ اب اسلامیان عالم کی ایک عالمگیر تحریک شروع کر رہا ہے جس کے ذریعے وہ مغربی خیال کے مسلم نوجوانوں کی منتشر شدہ قوتوں کو ایک مرکز پر جمع کر کے ایک صحیح راہ پر ڈالنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں اس نے ایک کتاب بھی (Islam on The Con Roads) کے نام سے شائع کی ہے جو اس موضوع پر اس صدی کی سب سے بہترین کتاب ہے۔ آج کل وہ صحیح البخاری کا انگریزی میں ترجمہ کر رہا ہے۔ ترجمہ قریب الاختتام ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اسلامی لٹریچر میں یہ سب سے بڑا کارنامہ ہوگا۔

چنانچہ یہ مغربی اسلامی جملہ تین ایک مرکز پر جمع ہونا چاہتی ہیں۔ اور اپنے لئے کئی ایسا نصب العین مرتب کرنا چاہتی ہیں جو اسلام اور اسلامی ممالک میں نشاۃ الثانیہ کا نقیب ہو سکے۔ اس سلسلے میں (Muslim Culture Association) نام ایک جماعت جنیوا میں بنائی گئی ہے جس کا صدر امیر سکیب اسلام اور



# شکرت

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً

باطل پشتوں کی خوفناک تنظیم اور اعلیٰ ملت کی خطا مال سازش اہل سنت کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے رگرم

عمل ہے۔ لکھنؤ میں مدح صحابہ پر پابندی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعوان و انصار کی مدح سرانی کے جرم میں بیسیوں اشخاص کی گرفتاری نے سنیوں کے دلوں میں جہد البقاء کی تڑپ پیدا کر دی ہے۔ سنی اپنے دلوں میں سوچیں۔ وہ اگر زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ اور آزادی مذہب و آزادی ضمیر کے متلاشی ہیں تو اپنی تنظیم کی طرف توجہ کریں۔ سنیوں کا کوئی پیچھا نہیں۔ ہر فرقہ انہیں ہڑپ کرنے کی فکر میں ہے۔ حکومت وقت بھی ان کی امداد کرنے کے لئے تیار نہیں۔ عام مجالس و محافل میں سب صحابہ کے ترکیب بنی سے تو باز ہیں نہ ہو۔ باز مندوں میں ہر سال ہاتھی جلوس نکال کر اہلبیت کی نظائیں اتارنے والوں کو کھلی اجانت دیدی جاتی سنیوں کی ولازاری کے لئے اخبارات رسائل و ٹریکیٹ لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو کر صحابہ کرام کی شان ہرزہ سرائی کریں مگر غریب سنی مدح صحابہ کے حق سے محروم کر دیئے جاتیں۔ حکام لکھنؤ نے پیچید غریب کم نازد کر کے دنیا کو عبرت میں ڈال رکھا ہے۔ اہلسنت کا فرض ہے کہ ہر جگہ جلسے منعقد کر کے احتجاجی قرارداد کی نقول اخبارات و ہر ایک ایسی گود نریو۔ پی کے پاس ارسال کریں تاکہ مسلمانوں کے اضطراب سے مطلع ہو کر ان کی حکومت اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر سکیں۔

ہر ایک ایسی وائسرائے کی مجالس انتظامیہ کی رکنتیت کا عہدہ خالی ہونے پر سندھ و ستان کے طول عرض میں ہزار ہا جلسے منعقد ہوئے جن میں مسلمانوں نے خالی شدہ جگہ پر مسلمان دکن نامزد کئے جانے کا مطالبہ پیش کیا۔ مگر حکومت نے اپنی خاص پالیسی کے ماتحت کسی مسلمان کی بجائے چوہدری ظفر اللہ قادیانی کو مجلس انتظامیہ کا رکن مقرر کر دیا مسلمانوں کے شدید احتجاج کو لائق اعتناء سمجھا گیا۔ چوہدری صاحب کج بھی قادیانیوں کی نمائندگی کی مجالس انتظامیہ میں موجود ہیں۔ اور وائسرائے کی ایکڑیکٹو کونسل میں مسلمانوں کا کوئی نمائندہ موجود نہیں۔ انھوں نے کہ مجالس ہر قادیانیوں کو حق نمائندگی عطا کرایا گیا۔ گورنر صاحب آٹھ کروڑ مسلمانوں کو اپنی نمائندگی کی حق سے محروم ہیں۔ چوہدری صاحب اپنی اعلیٰ سرکاری پوزیشن کے باوجود اپنی قوم کی خدمات خصوصی میں مصروف ہیں جو مسلمان کسی اعلیٰ عہدہ کے حصول کے بعد مذہب و اہل مذہب سے بیگانہ ہو جاتے ہیں جو مسلمان رئیس سنی کہانا عار سمجھتے ہیں جو مسلمان لیڈر اہلسنت کی کسی مذہبی تنظیم میں حصہ لینا اپنی رواداری و بقا صائد عالیہ کے

خلاف سمجھتے ہیں۔ وہ چودھری صاحب کے حالات کا مطالعہ کر کے دیدہٴ عبرت واکریں۔ سر طفر اللہ وزیر حکومت ہند ہوتے ہوئے لاہور میں اصوبیت پر یکپور دیتا ہے۔ ولایت جاتے وقت ایوسی ایڈ پریس کے ذریعے اہل سند کو پیغام دیتے وقت احمدیت کی تبلیغ کا فرضیہ ادا کرتا ہے۔ اور ایک سال کے عرصہ میں غیر احمدیوں (مسلمانوں سے) کم دیش ایک لاکھ روپیہ اپنے خاص فرقہ کی کفر پر مساعی کے لئے فراہم کرتا ہے۔ مگر سنیوں کی یہ حالت ہے۔ کہ کوئی رئیس کوئی اعلیٰ آفیسران جلسہ میں بھی جانا گوارا نہیں کرتا۔ سنی کہنا باہمی تشدد کی کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔ اہل سنت کی مہتی صرف غرباء کے سہارا پر ہے۔

زندہ ہے ملتِ بیضاءِ غرباء کے دم سے۔ فطوبی للغب بآء

من انصارى الى الله

آج سے سات سال پہلے اہلسنت کی تنظیم کے لئے حزبِ انصار جو دہلی میں آیا۔ سات سال کے اندر اس کا شمار کارنامہ دوست و دشمن سے خراجِ تحسین حاصل کر رہا ہے۔ گرا فرد و قوم نے ابھی تک اس کی عملی اعانت میں حصہ نہیں لیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کے ماتحت مجالس ملک کے ہر حصہ میں قائم ہوں۔ خادمانِ قوم ایک رشتہ میں منسلک ہو کر ایک نظام کے ماتحت اعلیٰ حکمتہ اللہ کے لئے وقف عمل ہوں۔ ہماری اس صدا پختہ انصار اللہ کہنے والے اپنے اسماء سے دفتر حزبِ الانصار بھیرہ میں اطلاع دیں۔ ذری ثروت اصحاب مالی امداد سے دریغ نہ فرمائیں۔ ماہِ رجب شعبان و رمضان عام طور پر صدقات و زکوٰۃ کے مہینے سمجھے جاتے ہیں۔ یہی وہ وقت ہے کہ ان دنوں میں حزبِ الانصار کی مالی حالت کو مستحکم بنانے کی فکر کریں۔ دارالعلوم غریزیہ بھیرہ کے تیاری و مساکین طلباء کے دارالافتاء کے لئے سات ہزار روپیہ درکار ہے۔ تعمیر کا کام خدا کے بھروسہ پر شروع کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ اس مقصد کے لئے سرمایہ ابھی تک فراہم نہیں ہو سکا۔ دارالعلوم کے مدرسین کے وظائف بھی تین تین ماہ کے دہجہ الاہم ہیں۔ ان حالات میں ہم اپنے سنی بھائیوں کے سامنے دستِ سؤل دراز کرتے ہیں۔ غرباء آگے بڑھیں۔ امراء بھی دریا دلی کا ثبوت دیں۔ اور کار ساز حقیقی کی شانِ کریمی کا شاہدہ کریں۔

تلك الايام نذل ولها بين الناس

آج سے ساڑھے چار سو سال پہلے سرزمینِ اندلس (سپین) مسلمانوں کے خون سے لالہ زار ہوئی تھی وحشی عیسائیوں نے لاکھوں مسلمانوں کو طرح طرح کے مصائب کا نشانہ بنا کر ہلاک کیا۔ مسلمانوں کے خون سے سہلی کھیلی گئی۔ قانون نے ان کی حفاظت سے انکار کیا۔ اور وہ سرزمین جو سات سو سال اسلام کا گہوارہ رہی مسلمانوں کے وجود

محمود کوئی مساجد و معابد ویران تباہ و منہدم ہو گئے کتب خانے برباد اور مسلمانوں کی صد ہا سالہ علمی کاوشوں کا نتیجہ نذر آتش کر دیا گیا۔ پاورویں نے وحشی عوام کے جذبہ تعصب و کبریت کو مشتعل کر دیا تھا۔ آج ساڑھے چار سو سال کے بعد تاریخ لکھنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ سپین میں قیامت صنعہی کا نمونہ قائم ہے۔ خانہ جنگی رہی ہے۔ لاکھوں انسان موت کا شکار ہو چکے ہیں۔ آبادیاں ویرانوں میں تبدیل ہو رہی ہیں۔ شہروں کو آگ لگائی جا رہی ہے۔ عورتوں اور بچوں کی مظلومانہ چیخ و پکار بھی جملہ آوروں کے دلوں میں رحم کا جذبہ پیدا نہیں کر سکتی۔ اشتراکی حکومت کے سپاہی گر جا کر دلوں کو پیوند خاک کر رہے ہیں۔ پاورویں اللہ راہبہ عورتوں کو المناک عذاب کے بعد ہلاک کیا جاتا ہے۔ وحشی ملک کے وحشی سپاہی تہذیب انسانیت سے عاری ہولناک افعال کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ والقیابینہم اعداؤۃ والبقضا کا نمونہ نظر آ رہا ہے۔ قہر آبی نے سرزمین سپین کو گھیر رکھا ہے۔ ممکن ہے کہ سپین کی خانہ جنگی کے شہداء اس عالم کو فنا کر دیں۔ اور ایک عالم گیر جنگ کا آغاز ہو جائے۔ عہد حاضرہ کے نماردہ و فراعین کو سن لمن الملکی بجاتے ہوئے نوع انسانی کے قتل و غارت کے لئے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سرخ العقاب اور قادر و قہار خدا کی تبدل قوما غیاز کہہ کے سلطان موجودہ قوم کو فتنار کرنے کا ارادہ فرما چکا ہے۔ اور نوع انسان کو اس کی سرکشی و طغیان کی خوفناک سزا ملنے والی ہے اللہم لا تقتلنا بغضباک بحسنۃ نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

عبداللہ گاندھی کے بعد ریاست  
ٹراونکور کے اچھوت، رہنما ڈاکٹر

يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا

تخیل اور سٹر کرشن کے قبول اسلام نے ہندوؤں میں اضطراب کی لہر پیدا کر دی ہے۔ خالد لطیف کا بابا کے بعد شیخ محمد امین (سابق ساگر چند) بیرسٹر ایٹ لالامور نے جنوبی ہند کا دورہ کر کے اسلام کا پیغام حمایت اچھوتوں تک پہنچایا۔ اس وقت شیخ عبداللہ گاندھی ڈاکٹر کمال پاشا (سابق ڈاکٹر تھیں) اور شیخ عبدالحق (سابق مکرشن) تبلیغ اسلام کے لئے ملک کا دورہ کر رہے ہیں۔ نو مسلمین کی ان مساعی جمیلہ سے صد اچھوت دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ اعدائے اسلام ان نو مسلمین کی مساعی جمیلہ سے لرزہ بر اندام ہیں۔ سچ ہے

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانوں سے

امیر حزب الانصار اور مولانا عبدالرحمن صاحب مبلغ حزب الانصار  
کیفیت کا کردگی  
کی مساعی جمیلہ سے شہر مہانی میں اسلامی و دینی بیداری پیدا ہوئی  
ہے۔ ترغیبِ حق کا کام سرگرمی سے ہو رہا ہے۔ مساجد میں نمازیوں کی کثرت ہو رہی ہے۔ مہانی

میں دارالعلوم غزنیہ کی ایک شاخ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اعلیٰ ماہ شبان سے اس کا انتظام چھائیگا اکابر میانی نے امیر حزب الانصار کی ہدایات کے ماتحت دینی خدمت کے لئے کام کرنا منظور کر لیا ہے۔

دارالعلوم غزنیہ بھیرہ میں اس وقت ۱۱۵ طلباء تعلیم پا رہے ہیں۔ ۵ مدرس ہیں۔ موسم سرما سے پہلے دارالعلوم کلکتے دارالافتاء کا تعمیر ہو جانا ضروری ہے۔ نقشہ تیار ہو چکا ہے۔ فی کمرہ اندازاً چار سو روپیہ خرچ ہوگا جو صاحب اپنے خرچ سے ایک کمرہ تعمیر کرائیں گے ان کا اسم گرامی دروازہ پر تحریر کرایا جائیگا۔ ارباب کرم جلد ہی توجہ فرمائیں۔ فوری امداد درکار ہے۔

لیڈیا ٹی۔ کوٹ میں ایک کچھ انبراز جنوبی اور میانی میں حزب الانصار کی طرف سے تبلیغی جلسے منعقد ہوئے علاوہ ان میں کئی مقامات پر دورہ کر کے مبلغین نے پیغام حق سنایا۔

ماہیتبر کے آخری ہفتہ میں ٹیسک لاد ہزارہ کے علاقہ کے تبلیغی دورہ کار و کرام بن چکا ہے ماہ اکتوبر میں امیر حزب الانصار مرح مولانا عبدالرحمن صاحب جمل پور و کلکتہ کے دورہ پر روانہ ہوئے۔

## تبلیغی کتابیں

سودائے میرزا۔ مؤلفہ حاجی حکیم ڈاکٹر محمد صاحب۔ اس رسالہ میں طبی دلائل اور مرزا صاحب کی تحریرات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ میرزا غلام احمد قادیانی نہ نبی تھے نہ مسیح نہ مجدد تھے نہ ولی۔ بلکہ مرض مانیو لیا کے مریض تھے۔ ان کے کل الہامات اور دعاوی محض مرض مانیو لیا کے باعث تھے۔ یہ رسالہ اب دوبارہ مود اضافہ کے طبع ہوا ہے جس میں فضل مؤلف نے میرزاؤں کی بعض تحریروں کا دلائل شکن جواب دیا ہے۔

سیف اللہ المسلول۔ اس کتاب میں مولانا الفضل دبیر نے مسئلہ خلافت پر مکتبہ الاکابر بحث کر کے خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت حقہ قرآن مجید کی آیات سے ثابت کی ہے۔ اس کتاب میں فیض باری اور تغریہ داری اور نبیہ مذہب شیعہ کے رسائل بھی شائع کئے گئے ہیں۔ علامہ اصفہانی مجتہد مذہب شیعہ کا فتویٰ دربارہ عدم حجاز بدعات محرم بھی شائع کیا گیا ہے۔ قیمت ۸ روپے

رکعات تراویح میں رکعت تراویح کا ثبوت قرآن۔ حدیث۔ آثار جمل امت سے۔

قیمت ..... فی سینکڑہ ..... ایک روپیہ

قیمت پانچ آنہ ۵۰

شمس الاسلام بھیرہ و پنجاب



مشائخ اسلام

# امام محمد بن حسن شیبانی

اسم مبارک ابو عبد اللہ محمد بن حسن بن فرقد الشیبانی ہے۔ عراق میں پیدا ہوئے۔ اور کوفہ میں نشوونما پائی۔ اور امام ابو حنیفہ کی شاگردی کی۔ اور حدیث کو محراب کلام سفیان ثوری عمر بن دینار مالک بن نوخل امام لک بن انس اور اعیٰ ربیعہ بن صالح۔ بکیر قاضی ابی یوسف سے سنا۔ عرصہ بغداد میں سکونت رہی۔ اور حدیث کا درس دیا۔ آپ سے امام شافعی محمد بن ادریس اور ابوسلمان موسیٰ بن سلیمان جرجانی اور ہشام بن عبید اللہ امرزی اور ابو عبیدہ القاسم بن سلام اور علی بن مسلم الطوسی اور ابو حفص الکبیر اور خلف بن الیوب نے روایت کی ہے خلیفہ ہارون الرشید نے آپ کو رقمہ میں قاضی بنا دیا۔ آپ نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں قضا سے معذور ہونے کے بعد آپ بغداد میں مقیم ہوئے جب ہارون الرشید سے کی طرف پہلی دفعہ گیا تو آپ کو بھی ہمراہ لے گیا۔ آپ سے کی طرف ہی ۱۹۵ھ میں فوت ہو گئے۔

## دینی خدمات

اب آپ کے والد فوت ہوئے تو میں ہزار دہم ترکہ چھوڑ گئے تھے۔ آپ نے پندہ ہزار تو علم بخیر اور شرف خرچ کئے۔ اور پندرہ ہزار حدیث شریف اور فقہ پر خرچ کئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فوتے ہیں کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی فیض نہیں دیکھا جب میں آپ کو قرآن کریم پڑھتے دیکھتا تو مجھے ظن ہوتا کہ قرآن کریم شاید ان کی لغت میں نازل ہوا ہے۔ اور آپ سے بڑھ کر کوئی عقلمند بھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ ایک دفعہ کسی نے آپ سے کسی مسئلہ کی نسبت سوال کیا۔ تو آپ نے جواب دیا۔ تو سائل بولا کہ آپ نے فقہاء کے خلاف بتایا۔ امام شافعیؒ پاس بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ آج بڑھ کر اور کون فقہیہ ہو گا۔ پھر اس نے اہل عراق کی نسبت سوال کیا اور پوچھا کہ ابو حنیفہ کے حق میں آپ کیا خیال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ان کے سردار ہیں۔ پھر اس نے امام ابی یوسف کی نسبت پوچھا آپ نے فرمایا۔ وہ حدیث میں ان کے نابدار ہیں۔ پھر پوچھا محمد بن الحسن کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے آپ نے فرمایا کہ وہ فروعیات کو بہت جاننے والے ہیں۔ پھر اس نے امام زفرؒ کی نسبت سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ قیاس پر عمل کرنے والے ہیں۔ میں جس کے منہ کی طرف دیکھتا۔ اس کا رنگ بدل جاتا۔ مگر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے منہ کی طرف جب کبھی دیکھا۔ ان کا رنگ کبھی نہیں بدلا۔ اور اگر میں ان کی

آغاز کو نہ پہچانتا تو کہہ دیتا کہ یہ فرشتہ ہے محمد فقہ میں کسائی نخویں اور اصحیٰ شعر میں مامور تھے۔ (شافعی) امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ ابو خنیفہ قیاس کو بڑے جانچنے والے تھے۔ اور ابو یوسف حدیث کے بڑے ماہر تھے۔ اور محمد عربی کے بڑے علامہ تھے۔ (کتاب الانساب للمعانی) آپ امام مالک کے درواز پر تیس سال رہ کر حدیث سنا کئے۔ جب آپ امام مالک کی حدیثیں سننا نے کو کھڑے ہوتے تو مقام حاضرین سے بھر جاتا۔ اور اتنا ہجوم ہو جاتا کہ تل دہرنے کو جگہ نہ رہتی امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ذکا کوئی نہیں دیکھا جب مسئلوں کو بیان کرتے تو گویا قرآن کریم کے نزول کا سماں پیدا ہو جاتا۔ ابی عبید کہتے ہیں۔ میں نے آپ سے بڑھ کر کتاب اللہ کا کوئی عالم نہیں دیکھا۔ ابراہیم عربی کہتے ہیں کہ میں نے احمد سے کہا کہ تو ایسے دقیق مسائل کہاں سے لیتا ہے۔ فرمایا میں محمد بن الحسن کی کتابوں سے لیتا ہوں۔ ابی رجا انکو اہللوں سے شمار کرتے ہیں۔

### مٹوٹا امام محمد کے فضائل

۱۔ مولانا عبدالحی کھنوی مرحوم لکھتے ہیں کہ جن دنوں جیہ آباد دکن میں کتاب تحلیق المجد علی مٹوٹا امام محمد لکھ رہا تھا۔ اہل شکل کتاب مذکورہ کی کتابت نصف تک پہنچی ہوگی۔ غالباً کتاب الحج لکھا ہی تھا۔ کہ اس کے بعد اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر سفر حج آسان کر دیا اور پیالے میں نے تین چم کئے اور پھر ان پاک جگہوں میں کئی مرضیں منسگیر رہیں۔ اور وطن پر واپس آیا تو بھی کئی ایک مرضوں میں مبتلا۔ سو اللہ تعالیٰ نے مجھے اومیہ مبارکہ اور ازکا را ثوابہ کی برکت سے نجات بخشی۔ پھر اس کتاب کی تکمیل میں مشغول ہو گیا۔ اور توفیق الہی سے وہ تمام ہو گئی۔

### تبیینی کتابیں

۱۔ آیات القرآن - عیسیٰ یوں مشہور سالہ حقائق قرآن کا بلخ رد۔ اس سالہ کے ذریعہ میزانیوں کے معاملات بھی دور ہو سکتے ہیں۔ عیسیٰ لاکھوں کی تعداد میں حقائق قرآن کو سال مفت تقسیم کرتے ہیں لہذا آیات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے۔ قیمت فی سینکڑہ سات روپے فی نسخہ ۱۰۰

تحفہ میزانیہ - جدیدہ شمس الاسلام کے دبیر ۱۹۳۳ء کا انڈیشن جو قادیان نمبر کے نام سے موسوم ہوا تھا۔ اس میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے رد میں درج ہوئے ہیں۔ قیمت چار آنہ حرمت تعزیر دارالحی کے متعلق شیعہ علماء و مجتہدین کے فتاویٰ - فی سینکڑہ دو روپے

ملک کا پتہ: منیجر شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)

# بنگش آئینی، اور کلب علی شیعہ کی نوین ملاقات

(ادغان زادہ غلام احمد خان صاحب بنگش)

بنگش (کلب علی سے) آپ کا رفیق کلب حسین وہی رسالہ پھر لایا ہے جس کا کچھ جواب گذشتہ اٹھویں ملاقات میں عرض کیا گیا تھا۔

کلب حسین۔ یہ اسی سرکار کا دوسرا رسالہ ہے جس کے سرورق ذیل الفاظ سے فریق ہیں۔

ان الدین عند اللہ اکا سلام۔ اسلامیہ کا دوسرا نمبر۔ رسالہ کفر شکن مؤلفہ سلطان

الوہین شمس الملحین سیفا المناظرین۔ خالیناب مولانا مرزا یوسف حسین صاحب قلمہ صدر الافاضل۔ مآفاضل۔

دیبرگاہ حاکم شریعت کورم جب ذرائع جزل بکری اسلامیہ کو پیر محمد۔ شیعہ کا پتہ۔ غلام سرور فضل بکری

مقیم پراچار کورم کینسی۔ دسوزار پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ۔

لوجہ تالیف ص ۲۰۴ چرب ذیل مختصر الفاظ میں درج ہے کہ ایک اشتہار جلسہ چادہ کے نام سے نظر

سے گذرا جنہیں تقریباً دس ملازمین اہل جماعت کی طرف سے شیعہوں پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دے کر پبلک کر

ان سے بائیکاٹ اور مداخلت پر براہ کجیہ کیا گیا تھا اس لئے یہ چند ضروری سوالات منہ جوابات کے ہدیہ

ناظرین ہیں۔ کہ قبول افتد زہے عز و شرف۔ مرزا یوسف حسین۔

بنگش۔ ان سوالات کو تو ذرا سنا دیجئے۔

کلب حسین۔ نیچے رسالہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ صفحہ ۴ و ۵ ملاحظہ فرمائیں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و حامیان شرع متین کہ مندرجہ ذیل مسائل میں

از روئے قرآن و کتب اہل جماعت اہلسنت و الجماعت کو کیا اعتقاد رکھنا

اور کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے۔ بنیو التوجروا۔

۱۔ از روئے قرآن و کتب اہل جماعت شیعہ مسلمان ہیں یا کافر؟ ۲۔ آیا سب کرنے اور گالیاں دینے کی نسبت

شیعوں کی طرف درست ہے یا نہ۔ اگر درست نہیں تو یہ کس کی سنت ہے اور کیسی ہے؟

۳۔ حضرت ابو بکر عمر عثمان۔ معاویہ۔ بنی عباس۔ جعفر نے کلام فارسی سمجھا اور ان پر لعنت کرنا از روئے

قرآن و کتب اہل جماعت درست ہے یا نہ۔ اگر ہے تو کیونکر؟

(۴) حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کو خلیفہ نہ تسلیم کرنے والا مسلم ہے یا کافر اگر مسلم ہے تو کیوں کفر؟  
 (۵) کتب مندرجہ شہادہ اہل جماعت مثل فتاویٰ عالمگیری وغیرہ جن سے شیعوں کو کافر ظاہر کیا گیا ہے۔  
 از روئے غیرت اسلامی لائق وثوق اور قابل تسلیم ہیں یا نہ۔ اگر نہیں تو کیوں؟  
 (۶) شیعوں اثناعشریہ کیس بنا پر اصحاب ثلاثہ کو ظالم اور غیر مستحق خلافت سمجھتے ہیں۔ اور ان پر لعنت یا  
 تبرا کرنا ضروری تصور کرتے ہیں۔

(۷) حق پنا از روئے قرآن و کتب اہل سنت و عقائد اہل جماعت جائز ہے یا نہ اور کیوں؟  
 (۸) آیا اس وقت تک کسی مناظرہ میں کسی موقع پر اہل جماعت کا کوئی عالم ثلاثہ کا ایمان ثابت کر سکا یا نہ۔  
 (۹) آٹھ سید شہداء علی شاہ عفی عنہما کی بستی نجی شہ بالا

**ہنگامش**۔ ایسے بڑے القابوں والے سلطان شمس بازغہ (لاسیف اللہ ذوالفقار) کا نمونہ سیف الناطرین۔  
 صد لا فاضل کو دیکھتے ہوئے سنی پچھلے ملاؤں کا کیا زہرہ کہ جواب کے لئے کسی قسم کا اقدام کر سکیں۔  
 لیکن کفر کے زہریلے سامیوں کے لئے خدائے قادر و توانا نے ایک ہنگامش پیدا کیا ہے۔ آپ کو یاد رکھنا  
 چاہیے۔ کہ میں نے بھی اس کے جواب میں ایک رسالہ بنام (دندان شکن کذاب الاشعری) تصنیف  
 کیا ہے جس میں آٹھ سوالات میں سے تین سوالات ۱۳۵ و ۱۳۶ کے جوابات ایسے صاف صاف لکھ  
 قاہرہ سے میٹھے گئے ہیں جن پر بقول رافضیہ

جبرئیل زاسماں فرود آمد و گفت

فرزند بخائے خدا پیدا شد

(یعنی علی)

ایسا ہی میرے متعلق بھی (خداک گفت حسن ملک گفت زہ) یعنی قرآن منزل من اللہ سے  
 یہ امر بانیہ ثبوت کو پہنچا چکا ہوں۔ کہ ملاؤں یا کسی علاموں کی ضرورت نہیں۔ خود خدائے کریم نے  
 اصحاب ثلاثہ وغیرہ اصحاب رسول کے دشمنوں کو کافر کے صریحاً لفظ سے مخاطب فرمایا۔ واللہ  
 میں بھی شہادت دیتا ہوں۔

دشمن بہ صحابہ بود منسوب خدا : زیرا کہ جنہیں است بہ مکتوب خدا  
 یاران و فدایان نبی را بد می تشہیر و تذکر بود محسوب خدا  
 اس وقت اپنے آور وہ رسالہ کفر سے وہ حصہ سنا دو۔ جو فرقہ بین شیعہ سنی کے لئے موجب  
 عبرت ہوئے۔

**کلب حسین**۔ لیجئے۔ سب سے پہلے سوال نمبر ۱ کا جواب منجانب مرزا لکھنوی جی کم شریعت کو رد سنا تاہوں

**الجواب** (جواب نمبر ۱) از روئے قرآن و کتب اہل جماعت شیعہ نہ صرف مسلمان بلکہ سچے مسلمان ایماندار اور نجات پانے والے ہیں۔ جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ "وَمَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ خالص مسلمان تھے۔ اور مشرکین کی جماعت سے باہر تھے۔ دوسرے مقام پر ابراہیم علیہ السلام کا مذہب یوں ظاہر فرماتا ہے۔ "وَإِن مِّنْ شَيْعَةٍ إِلَّا اِبْرَاهِيْمُ" ابراہیم حضرت نوح یا یمبرہ اسلام کے شیعہ تھے۔ (تفسیر حسینی ص ۳۸۵) معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم مسلمان اور شیعہ تھے۔ پھر سورۃ قصص میں اپنے حکیم موسیٰ علیہ السلام کا مذہب یوں ظاہر فرماتا ہے۔ "وَجَدَ فِيْهَا رَجُلًا مِّنْ يَّقْتُلَانِ هَٰذَا مِنْ شَيْعَتِهِ وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّ نَاسْتَفَانَهُ الَّذِي مِّنْ شَيْعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِّنْ عَدُوِّكَ فَوَكَّنَاْ مَوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ" جناب موسیٰ علیہ السلام نے اس میں دوسروں کو لڑتے دیکھا جن میں ایک آپ کے شیعہ سے تھا۔ اور دوسرا دشمن تھا۔ پس شیعہ نے دشمن کے مقابلہ میں آپ سے مدد چاہی۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے شیعہ کے دشمن کو گھونسا مارا۔ وہ اسی وقت مر گیا۔

معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کے پیروجن کی آپ نے مدد کی شیعہ تھے۔ اور شیعہ کا دشمن واجب القتل تھا۔ اس کے بعد کتب اہل سنت کے حوالے ملاحظہ ہوں۔ انما قیل لہا الشیعۃ لانہا تشیعۃ علیا۔ ان کو شیعہ اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے علیؑ کی پیروی اختیار کی۔ (غنیۃ الطالبین ص ۱۹) (و الرافضی من فضل علیا علی عثمان غنیۃ الطالبین حضرت عبد القادر ص ۱۹) رافضی وہ ہے جس نے حضرت علیؑ کو حضرت عثمان سے بہتر سمجھا۔ (علی و شیعۃ ہم الفائزون) یوم القیامۃ جامع صغیر (جلال الدین سیوطی جلد ۲ ص ۱۱ مطبوعہ مصر رشیدیہ) علیؑ اور ان کے شیعہ ہی روز قیامت کامیاب ہوں گے۔ (الشیعۃ علی ہم الفائزون) جامع صغیر جلد ۲ ص ۹ (حاشیہ) صرف علیؑ کے شیعہ کامیاب ہوں گے۔ "قَالَ يَا عَلٰی اَنْتَ وَشِيعَتُكَ تَرُدُّونَ عَلٰی الْحَوْضِ رَوًا" جامع صغیر جلد ۲ ص ۲۲ (حاشیہ) اے علیؑ تم اور تمہارے شیعہ حوض پر سیراب وارو ہوں گے۔

علامہ ابن حجر اس قسم کی بہت سی روایتیں بیان کی ہیں۔ ان روایات سے صاف ظاہر ہے کہ شیعہ ہی خلاصۃ اسلام ایماندار فرقہ ناجیہ اور مستحق جنت ہیں۔ جن کی ابن حجر جسی شخص آرزو اور تمنا کرتا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار

ہمیشہ اپنے آپ کو شیعہ کہتے تھے۔ (تحفہ اشاعت شریعہ مدنیہ۔ شرح ماعلی قاری ص ۱۰۷)  
 جنگش۔ اے رہنما دین رسول تعین کلمہ ص ۱۰۷! اہ! تہاے علماء اہل پیٹوانین ہند  
 کی تمہیں المیس پر کہ انہوں نے کس قدر مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہا ہے۔

سرگرم نالہ اگر تابِ شنیدن دارد

سینہ بشکافم اگر طاقتِ دین دارد

جواب سے پہلے علم الہدیت بالخصوص علوم رافضیہ سے نا بلد علمائے اہل بیت سے بصدرالحاج  
 ملحق ہوں کہ وہ ہرگز ہرگز تحریرات و تقریرات رافضیہ و دوسوہ انداز سے متاثر نہ ہوں ان  
 دشمنانِ دین کو جھوٹ و افترا پردازی میں مہارت تامہ حاصل ہے۔ دیکھ اسی مضمون زیر بحث  
 جواب مرزائی لکھنوی میں (جامع صغیر جلال الدین سیوطی کا تین دفعہ ص ۱۱۷ + ۱۱۸ + ۱۱۹ + ۱۲۰ کے  
 حاشیہ کا حوالہ دیکر ہر سہ مقامات پر علی و شیعہ کہ ہم الفاضلون لکھ کر اس امر کو  
 ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ خود اہل سنت کے بزرگانِ دین اس بات کے قائل نہ  
 شہادت دے رہے ہیں کہ شیعہ درحقیقت اسلام کے حقیقی راستہ پر گامزن ہیں جن کے  
 واسطے فاضلون یعنی کامیاب کا شہرہ پیغمبر علیہ السلام کی زبان حق ترجمان سے نازل ہوا ہے  
 و تلبیس کا ثبوت کافی کتاب الروضۃ عن ابی عبد اللہ ص ۱۴۱، قال ینادی مناد  
 من السماء اول النہار اکا ان علیاً و شیعہ کہ ہم الفاضلون۔ قال و  
 ینادی مناد آخر النہار اکا ان عثمان و شیعہ کہ ہم الفاضلون۔  
 میٹھا میٹھا پاپ اور کرکڑا کرکڑا تھو۔ حضرت عثمان خلیفہ رسول اللہ کا ذکر خیر زبانی جعفر صادق  
 بنی ناطق کو تو فراموش کر کے جناب علی کا نشان کر امت محمدان کے شعروں کے کس شوکت و شان  
 سے بلند کر کے حتیٰ جامع صغیر مذکور الصدر کے حاشیوں پر بھی مسکروں نے درج کرنے سے  
 دریغ نہیں کیا۔ اور چھاپہ منہری بیان کر کے اس کے شان اور اعتبار کو اور بڑھا دیا۔ حالانکہ فاضل  
 ادبِ مدنی کی ابتداء اسی زمین فراعنہ سے ہو کر شہادت سیدنا عثمان پر منتج ہوئی۔ یہاں  
 اور حدیث النجاشیہ اور کتاب رافضیہ کی ہے۔ مگر کیا مجال کہ ذرہ برابر بھی اس کا اشارہ تک درج ہوتا کہ علی  
 شیعہ میں پڑ کر ایسا نہ ہو کہ سیوطی کی طرف منسوب کردہ حوالہ پر ایمان لانے میں تردد یا پس پیش کریں۔  
 ہم نہ سیوطی کے مقلد ہیں۔ اور نہ ہی اس کے جملہ اقوال و افعال کے ذمہ دار۔ جامع الصغیر کا یہ  
 حوالہ بھی ابھی قابل تحقیق ہے۔ محض شیعہ کا بیان کر دینا اثبات کے لئے کافی نہیں۔ نیز سیوطی و ابن حجر

کے نزدیک شیعہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو صحابہ نہیں کرتے۔ اور صحیح مسنون میں حضرت علی کرم اللہ  
وہی کی متابعت میں کامل الایمان مسمیٰ ہیں۔ موجودہ زمانہ میں شیعہ اور رافضی ایک ہی ہیں۔ کتاب  
نخبة الطالبین مولفہ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا حوالہ دینا۔ اس سے تو بس اس قدر فائدہ  
ہے کہ ایک گروہ ہے جس کے دو نام ہیں۔ شیعہ بھی اور رافضی بھی۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ شیعہ بہ نسبت رافضیہ  
کے اچھے ہیں۔ درحقیقت ۷

بہ رنگے کہ خواہی جسامہ ے پوش  
من انداز قدت رائے شنام

اب میں اسی جواب پر آتا ہوں۔ تاکہ ہمارے مستز ناظرین کے لئے طوالت موجب ملال نہ ہو۔

### رافضی پر خلل شہاں کے سوال کا جواب

جواب نمبر ۱۔ مرزا یوسف حسین لکھنوی نے (وان من شیعۃ کابریہم) اور (هذا من شیعۃ  
وهذا من عدوہ) کو دہر کر کے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ دیکھ شیعہ کے نام کو کہ حضرت ابراہیم اور  
حضرت موسیٰ علیہم السلام اللہ علیہما بھی شیعہ تھے۔ ورنہ خدا ان کو شیعہ نہ فرماتے۔  
سن کلب علی! میں ابھی اس کر کے سیاہ بادل کو مٹا کر ہدایت کے چمکتے ہوئے ستارے  
دکھلاتا ہوں۔

شیعہ لغت میں کہتے ہیں تابعدار۔ مددگار۔ قوم اور گروہ کو۔ مرزا کی پیش کردہ  
آیات کا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم خلیل الرحمن بھی نوح نبی کے تابعداروں اور اسی دین الہی کے مددگار  
میں سے تھے۔ ویسے ہی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ کا حکم ہے کہ اگلے پیغمبروں  
کے راستہ پر چل کر ان کی پیروی کرتے رہو بحکم فیصد اھم اقتند کا۔ رہا موسیٰ علیہ السلام  
کا واقعہ۔ هذا من شیعۃ کا صاف مطلب اور دعایہ ہے کہ دو جھگڑنے والے آدمیوں میں ایک موسیٰ  
علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل میں سے تھا۔ اور دوسرا قومیت کے لحاظ سے غیر تھا یعنی قبیلہ  
مادو کا جس قدر اعلیٰ سلطانی و ہمہ دنی مرزائے بے بصیرت نے اس امر پر بھی غور نہیں کیا  
کہ جس آب و تاب کے ساتھ شیعیت کی فضیلت کو ثابت کرنے کی خاطر هذا من شیعۃ لکھا کہ  
(معاذ اللہ) موسیٰ علیہ السلام کو شیعہ قرار دیا۔ حالانکہ وہ شیعہ جس کو موسیٰ علیہ السلام نے چھوڑا یا تھا۔  
سرے سے مسلمان ہی نہ تھا۔ بلکہ کافر تھا۔ کیونکہ اس وقت تو موسیٰ علیہ السلام پیغمبری کے عہدہ پر مقرر  
معی نہ ہوئے تھے۔ بلکہ مینس سال بعد شرف برسرالت ہوئے۔ اس وقت تمام اسرائیلی طوائف



کہ غلام فرعون پرست تھے۔ تب کلب حین باتم میں سے کون کون مذکورہ شیعوں کے زمرہ میں شامل ہونے کے لئے تیار ہے۔ نیز اس شیعوں کی مدد کرنے کو قرآن نے ہذا من عمل الشیطان قرار دیا ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی اعانت سے نادم ہو کر بارگاہ الہی میں عرض کی رَبِّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِیْ۔ اور پھر عہد کیا کہ فلن اکون طہیداً لِّلْمُحْسِنِیْنَ۔ پس ایسا شیعہ بنا آپ کو مبارک ہو جن کو حضرت موسیٰ علیہ السلام محبوب قرار دیں۔

**کلب علی وکلب حصین**۔ مزار صاحب قبلہ نے جس اہمیت کے ساتھ حضرت موسیٰ کے شیعوں کو پیش کیا ہے۔ غالباً وہ ان کا بخیاں اور ان کے مسلک پر ہوگا۔ خدا ان کو مبارک کرے یہیں ہی اپنا شد بد رخص کافی ہے۔

**بنگش**۔ میرے قبیحہ باز دوستو! سنو۔ شیعہ کے نام سے خدا کی پناہ مانگو۔ کیونکہ دنیا میں خدا اور اس کے پیغمبروں کے جس قدر بڑے بڑے دشمن اور کیش گندے ہیں۔ ان سب کو خدا نے شیعہ کے نام سے یاد کیا ہے۔ آپ لوگوں کا ذکر خیر ان سات سوڑوں (۱۲) حجج (۱۲) انعام (۱۳) دوم (۱۴) سبا (۱۵) مریم (۱۶) قصص (۱۷) ثمریں بجانب خدا نازل ہو چکا ہے۔ جن کو مختص طور پر ذیل میں گوشگدار سامعین کیا جاتا ہے۔ ( )

(سورۃ بقرہ ۱۲۹) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِیْعِ الْاَوَّلِیْنَ وَمَا یَا یَتَّخِذُ مِنْ رَّسُوْلِیْ اِلَّا کَا تُوَاہِدُ یَسْتَضَرُّوْنَ وَکَذٰلَکَ نَسْلُکُہٗ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْہُدٰی قَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ لِیَنْتَحِیْقَ ہُمْ اَوَّلِیْنَ شِیْعُوْنَ مِیْنِ ہٰمِ اِنِّیْ سَخِیْرٌ مِّمَّہُمْ ہِیْ۔ اور جب ان کو کوئی رسول بجانب خدا آتا۔ تو یہ لوگ ان کے ساتھ مٹھا کرتے اور اس کو سحرہ بناتے۔ اور ایسا ہی سحرہ نبی کی عادت ہم تمہارے زمانہ کے بحر میں شیعوں میں بھی ڈال کر وہ تمہارے قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اور یہی طریقہ ان کے اولین کا بھی تھا۔

دوم (سورۃ انعام رکوع ۸) قُلْ ہُوَ الْقَادِرُ عَلٰی اَنْ یَّجْعَلَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ اَوْ مِّنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیْعًا۔ اس آیت میں خدائے تعالیٰ اپنے عذابوں کا ذکر فرما رہے ہیں۔ کہ اوپر سے بھی ہوتا ہے اور نیچے سے بھی اور تیسرے عذاب لوگوں کا شیعہ بن جانا ہے۔ پس جہاں بھی شیعوں کا وجود پایا جائے۔ پس سمجھ لینا چاہیے کہ اس سرزمین پر خدا نازل ہے۔

سوم (سورۃ انعام رکوع ۲۰) اِنَّ ہٰرُودَ مَوْرُتُوْنَ مِیْنِ اَکِبِ ہِیْ مَضْمُونِ کَا فَرَاۡنَ نَاۡزِلَ ہُوَ ہِیْ جُوہنوم (سورۃ روم رکوع ۲۱) حسب ذیل ہے۔

ان الذین فوقوا دینہم وکانو شیعا است منهم فی شئیٰ یعنی جو لوگ دین میں تفرقہ ڈال کر پراگندگی کریں گے۔ وہ شیعہ ہونگے۔ پس آپ کالے پیغمبر! اُن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

پنجم (سورۃ سبا رکوع ۶) کما نعل با شیا عہم من قبل انہم کانوا فی شکِ مرِیب موجدہ آیت میں بتلایا گیا ہے کہ تم سے پہلے جتنے شیعہ گذر چکے ہیں۔ ان کا خدا کی کتابوں پر ایمان نہ تھا۔ اور ہمیشہ شک اور گمان میں رہے۔

ششم (سورۃ یحییٰ رکوع ۵) ثم لنزعن من کل شیعتہ ایقمر اشد علی الرحمن عیا پھر ہم نکال لائیں گے شیعوں کے گردہوں میں سے جو جو خدا کے ساتھ سرکشی اور دشمنی میں سب سے بڑھ چڑھ کر تھے (مثلاً ابن یعقوب کلینی۔ باقر مجلسی۔ نورالمہ شوستری۔ شیطان طاق وغیرہ اہل نفاق)

ہفتم (سورۃ قصص رکوع ۱) ان فرعون علیٰ فی الارض وحیل اہلہا شیعا۔ یعنی فرعون نے اپنے زور اور زبردستی سے جو اس کو سلطنت مصر میں حاصل تھا۔ سب لوگوں کو شیعہ بنا کر چھوڑا۔ (نویسٹ) کیا فرعون کوئی امام تھا۔ جو لوگوں کو شیعہ بنا کر اسی اسلام میں دخل کرتے رہے جیساکہ حاکم شریعت رافضیہ مرزا خاتمہ مضمون پر رقمطراز ہے۔

ان روایات سے صاف ظاہر ہے کہ شیعہ ہی خلاصہ اسلام ایماندار تفرقہ ناجیہ اور مستحق جنت ہیں۔ نہیں نہیں بلکہ شیعہ بنا کر خدا کے برخلاف سرکشی اور بغاوت پر آمادہ کر رہے تھے۔

ہشتم (سورۃ قمر رکوع ۳) وَلَقَدْ اٰھلکنا اشیا عکم فصل من مدکس۔ یہ آیت تشریف اپنے طرزیان اور اطہار حقیقت شیعیت میں ایسا صاف اور مبہن ہے۔ کہ کسی دوسری آیت یا دلیل کو پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ ان میں شیعیان اُست محمدی صلوٰۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے۔ کہ تمہارے پہلے بھائی بند شیعوں کو بھی ہم نے رنگ بنگ غدالوں سے ہلاک کر دیا ہے۔ مثلاً نوح بنی کے شیعوں کو آنحضرت کی بددعائے و بکارتنا علی الارض من رلکا فرسین دیا۔ کہ خدا یا کافروں میں سے ایک کو بھی زمین پر زندہ نہ چھوڑا۔ طوفان سے غرق کر کے ایک کو بھی باقی نہ رہنے دیا۔ اس کے بعد عادی شیعوں کو جھوٹے پیغمبر کی بددعائے باد صرصر کو بھی ہلاک کر دیا۔ بعدہ شہود شیعوں کو صالح نبی کی بددعائے سے ایک ہی آواز پر نیست و نابود کر دیا۔ پھر جب لوط کا زمانہ آیا۔ تو اس کے شیعوں پر پتھر برس کر

شہر کے شہر غرق کر دیئے۔ بعد ازاں موسیٰ کلیم اللہ کے زمانہ میں فرعون نے خدا کی کا دعویٰ کر کے تمام رعیت کو اپنا مہنہ کر کے ان کو شیعہ بنایا۔ جیسا کہ خدا کا فرمودہ اُوپر دہن ہوا۔ (وَجَعَلَ اٰهْلَہِمَا شَیْعَۃً) تب خدائے قاہر و قادر نے ان میں سے جنگجو اور کُش شیعہ دہرائے نیل میں غرق کر دیئے جن کی تعداد بقول باقر مجلسی حیات القلوب چھ لاکھ دو ہزار تھی۔

ان سب کے حوالے دیکر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ کیا ہتم میں بھی کوئی عبرت حاصل کرنے والا ہے پس پیغام دورِ پٹا شدہ مزائے بے لگام کو کہ این المفسر۔

**کلب علی**۔ جس قدر مذکور ہوئے ان کو کافروں کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اور تم بار بار شیعہ لکھ رہے ہو۔ یہ کیا سنیہ زوری اور غیر منصفانہ ازام ہے۔

**بنگش**۔ عقل اور دین سے بیکار اور مترا دستو! خود خدائے تعالیٰ نے ان کو شیعہ بیکر تم شیعوں کو حکم الجنس میل الی الجنس خاص طور پر مخاطب فرمایا ہے کہ وَلَقَدْ اٰهَلْنَا اَشْیَاعَکُمْ۔ شیعہ کا جمع اشیاع فرما کر کُرم کے لفظ سے تم کو مخاطب کر کے فہمائش کی ہے۔ کہ تم لوگوں سے پہلے نوح پیغمبر کو ستانے والے شیعہ اور اس کے بعد عادی اور ثمودی۔ لوطی اور فرعون شیعہ ان سب کو بہ سبب نافرمانی اور ستانے بلکہ مسخوہ بنانے اپنے پیغمبروں کے کیے بعد دیگرے رنگ برنگ عذابوں سے ہاک کر کے معدوم کر دیئے۔ اسلئے تم کو چاہیے کہ ان سے عبرت پکڑو۔ اور اپنے زمانہ کے مثیل پیغمبر ان نبی اسرائیل اصحاب رسول جلیل رحمۃ اللہ علیہم و سلامہ کے ساتھ بغض و عداوت رکھو۔ جن کی نسبت خدا نے اپنی رضا مندی کا اظہار فرمایا ہے۔ (رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ) تم بھی ان کی خوشنودی مزاج کے طلبگار رہو۔ مگر ڈائے بر حال بد حال نہاں۔ کہ تم نے اپنے متقدمین کے قدم بقدم چل کر اوّل قرآن مجید کو نہراویں روایات بنانا کو خوف نہایا دوم نبی کریم کے کئی ہزار صحابہ میں سے فقط علی۔ مقداد۔ ابوذر سلمان کو نہ شیعہ پر ثابت قدم تبارکاتی سب کو مزہ اور خارج از اسلام ٹھہرایا۔ اس پر غضب یہ کہ ان چاروں میں سے پہلی اسلام پر فقط ایک ہی قائم رہ کر باقی تین کو بھی مذہب ظاہر کیا۔ اور وہ فقط مقداد ہی تھا جو شیعہ رہا۔

**کلب علی کلب حسین**۔ اس گل دیگر شگفت۔ دیکھہ برادر۔ مولا علی کو بھی اسلام کے صلی اور حقیقی گروہ

سے نکال کر فقط ایک (مقداد) کو شیعہ رنگ میں بلوس تیا یا۔

**بنگش**۔ مجھ پر خفا نہ ہو۔ میں تمہارے پیشواؤں کی طرح بد زبان نہیں۔ ملاحظہ کرو (روضہ کتاب کافی

جلد آخر ص ۱۹-۲۰-۲۱۔ جو اپنے عم زاد خلفائے نبی عباس ایک جدی بھائیوں کو اس قدر سخت اور غلیظ گالیاں دی گئی ہیں۔ کہ ایسی کسی سے بھی نہ سنی ہو سکتی۔ میں نے جو کچھ کہاہے

وہ باقر صاحب کی زبان سے نکلے ہوئی حدیث کی ترجمانی کی ہے۔ جو آپ کا پانچواں مزمومہ امام ہے۔ اگر کچھ صلواتیں بھیجی ہوں۔ تو اُسی کو بھیج دیجئے۔ کان کھول کر سنو۔ (حیات القلوب

جلد دوم ص ۶۷) از امام محمد باقر روایت است کہ چون رسول خدا رحلت نمود ہمہ مرتد شد نہ سوائے چار نفر علی۔ مقداد۔ ابوذر۔ سلمان۔ یہاں تک تو آپ کو بھی اتفاق ہوگا۔ اب اپنے امام مہر

کا دوسرا شگوفہ سنئے۔ (حیات القلوب جلد دوم ص ۸۳) از امام باقر روایت است کہ اگر کے را خواہی کہ بیچ نکرد۔ و شبہ اورا عارض نہ شد۔ او مقداد است۔ یعنی امام باقر

صاحب اپنے معصومانہ لہجہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ بیچہ جیاج کے بعد فقط چار نفر شیعہ جو علی اور مقداد۔ ابوذر اور سلمان تھے۔ اسلام پر قائم ہے۔ باقی سب کے سب مرتد ہوئے

پھر ان میں بھی خالص مسلمان اور مومن شیعہ جو قسم شک و شبہ سے پاک تھا۔ وہ فقط ایک ہی مقداد تھا۔ دیکھو بد زبان رافضی نے امام باقر کی طرف کیسا قول منسوب کیا جس سے ایک ہی

شیعہ ظاہر ہوتا ہے۔ باقی اللہ اللہ خیر سلما۔ میں اپنے رسالہ موسوم بہ "ذیوان شکن کذاب الاشر" کے بقایا مضمون کو بخوفِ طلبت جمع

کر صرف دو تین حوالہ جات پراکتفا کرتا ہوں۔

اولاً مولانا علی اپنے نابکار شیعوں کو فرماتے ہیں قاتلکم اللہ لقد ملأتم قلوبی قیحا

خدا تمہیں ہلاک کر دے تم لوگوں نے میرے دل میں پیپ ڈالا اور پریشان کر دیا ہے۔ خداوند! ہم کو ان سے نجات دے۔ (شرح پنج البلاغت ص ۷)۔ ایسا ہی حلیۃ المتقین مجلس ص ۳۷ پر :-

لے زن صفت نامزد و معاویہ کے بہادر شکر نے کوفہ کے نزدیک انبار کے قصبہ کو تخت و تاراج کیا۔ اور تم کروٹ نہیں بدلتے۔ کاشش! یا تم نہ ہوتے یا میں۔

ثانیاً امام حسین کا فرمودہ: قد خذلنا شیعتنا (خلاصۃ المصاب ص ۴) یعنی ہم کو سہاڑے ہی شیعوں نے خوار اور ذلیل کیا۔

ثالثاً جناب امیر کی اپنے ولی عہد حضرت حسن کو وصیت دے لے بیٹے میرے بعد

اگر میرے شیعہ تمہارا ساتھ نہ دیں۔ تو تم گوشہ گیری اختیار کرنا (جبلایعین مجلسی ص ۲۳۱)  
**رابعاً۔ زینب اور ام کلثوم کی واویلا** (جبلایعین مجلسی) (زینب) اے  
 مکار و نابکار اہل کوفہ! ہم کو تم ہی نے قتل کیا۔ اور پھر تم ہی روئے اور ماتم کرتے ہو۔  
 (ام کلثوم) اے کوفیو! خدا تمہارا منہ کالا کرے۔ تم ہی نے ہم کو بلایا اور پھر تم ہی نے  
 ہمارا صفایا کر کے تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ تم پر خدا کی لعنت ہو۔  
**خامساً۔ زین العابدین کا غمناک لہجہ** (ناسخ التواریخ جلد ۱ ص ۲۴۳) فقال علی  
 بن حسین بصوت ضعيف استوحون وتبكون لاجلنا فن قتلنا۔ علی بن حسین  
 نے جب اہل کوفہ کو روئے پیٹے دیکھا۔ تو فرمایا جب تم اس قدر ہم پر روتے اور نوحہ کرتے ہو۔ بتاؤ  
 کہ ہم کو قتل کس نے کیا۔

**سادساً۔ شہادت قاضی نور اللہ شوشتری** (مجالس المؤمنین ص ۲۵۵) تنبیح اہل کوفہ  
 حاجت باقامت دلیل ندارد۔ و منی بودن کوئی الاصل خلاف اصل و محتاج بدلیل استدیع اہل حق  
 یقیناً شیعہ تھے۔

**ر سابعاً۔** تذکرۃ الائمہ ص ۳۷۵) اہل کوفہ باوجود شیعہ ہونے اور باوجود دیکھ و بھون بنی اُمیہ کے  
 بھی دشمن تھے۔ حالانکہ ان کی اصلی غرض یہ تھی۔ کہ اہل بیت رسول سے جو باقی رہ گئے ہیں ان کا بھی  
 صفایا کریں۔

مرزا جی! ایسی شیعیت پر آپ کو فخر ہے۔ اور اسی کی طرف آپ کا بلاوا ہے۔ اور اسی مبارک  
 اور راست باز فرقہ میں آپ نے نبی و علیؑ کے جدا مجد خلیل الرحمن کو بھی شیعہ بنا کر شامل کرنا  
 لیا ہے۔ البتہ میں آپ کے فرقہء سنجہ کی معجزہ مذاقوت سے انکار نہیں کر سکتا۔ وہ تم ہی تو تھے۔  
 کہ حضرت حسن جیسے امام المتقین کو بذل المؤمنین کا خطاب دیا تھا یعنی مومنوں کا رسوا کرنے  
 والا (روضۃ الصفا) اور سلیمان بن صرد شیعہ رئیس الاستقیا والمباہین کو نبی و علیؑ کو جو واقعہ کر بلا و کشت  
 آل ابلیہ کا بانی مبنی تھا۔ امیر التوائب کے خطاب مستطاب کے سر از فرمایا۔ کیا تم شیعوں کی  
 ایمانداری کا بھی کوئی ٹھکانا یا معیار ہے کہ وصی زادہ کے امام دوم تو بذل اور بانی و رئیس قتلان  
 آل علی (امیر) اس کا راز تو آید و مردواں چنیں کنند۔

اسی واسطے امام ہشتم رافضہ حضرت رضائے صاف اور واضح الفاظ میں فرما دیا ہے کہ  
 میں کسی مسلمان اور خالص شیعہ کو نہیں پاتا سوائے زبانی جمع خرچ کرنے والے بافتنی شناختوں کے

اگر چہ انہی سے بھی چھانے جائیں تو بھی شکا باقی نہ ہے مگر مرد اور جوئے (ملاحظہ ہو کتاب الروضہ ص ۱۰) اس مقام پر میں نے ضروری سمجھا کہ اصل عبارت حدیث امام رضا کو درج کر دوں۔ تاکہ کوئی آئندہ یہ نہ کہے کہ یہ منہ گوی منافق کا دسوس خناس ہے۔ قال ابو الحسن علیہ الرحمہ لو میرت شیعتی ما وجدتهم الا و اصفیة و لو اتخنتهم لما وجدتهم الا مرتدین و لو تحصنتهم لما خلس من الالف واحد و لو غر بلتهم غر بلتہ لم یبق منهم۔ الی آخرہ۔

کلب علی بہ مرتدین۔ ینکبش علی مرتدین مرتدین۔

باقی رہا مرزائی رافضہ کا اپنے رسالہ کفر ص ۱ پر حسب ذیل جملے (ابن حجر جیسے شخص کا شیعہ ہونے کے لئے تمنا کرنا) بسیار خوب۔ جب وہ تمنا کرتا رہا۔ تو ضرور رافضی ٹھٹھا ہو گا۔ پھر اس کے حوالوں سے کیوں مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈال رہے ہو۔ باوجودیکہ شیعوں کے بزرگ سے بزرگ کا قول بھی ہمارے نزدیک بدرپشہم نے ارزد۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور نیز شرح مفتہ اکبر ملا علی قاری ایسے جیسے حوالے کچھ دیر کے لئے بیشک مؤثر ٹھٹھا کرتے ہیں لیکن جب ان کے سیاق و سیاق دیکھے جاتے ہیں تو پھر وہی بیٹے (ہماں آتش و کاسہ) کے مصداق ہوتے ہیں۔ مرزا یوسف کو اتنی خبر بھی نہیں کہ تحفہ اثنا عشر کیس کی تصنیف ہے۔ اس کا مصنف شاہ ولی اللہ کو قرار دیکر اپنی جہالت کا اظہار کیا ہے۔ اے استاد المالکین دشمن اصحاب رحمۃ اللعالمین آپ کو سمجھنا چاہیے کہ ہمارے پاس ایک ایسا نور الانوار صداقت یار محکم ہے جس سے حق و باطل کے پرکھنے میں ذرہ برابر بھی غلطی کا امکان نہیں۔ جب ہم نے اس سے دونوں روایات مندرجہ صدر کو پرکھا۔ تو صاف ظاہر ہوا کہ قابل اعتبار نہیں۔ سنئے۔ پہلے ہاں شیخہ اماموں کے اسرار امامت نہیں کہ جو اہل سنیوں سے چھپائے جاتے ہیں۔ یہ قرآن کلام الرحمان نور خدا بحق گویا ہے۔ اس نے ہم پر ظاہر و مہرود کیا کہ (ہو سمسماکم المسلمین) یعنی کہ خداوند ارض و سما نے تم علما مان بارگاہ مصطفیٰ کا نام مسلمان رکھا ہے۔ پھر مہاجرین اند انصار خدا کے پسندیدہ نام سے روگردان ہو کر شیعہ جیسے گندہ نام بالخصوص کفار کے ساتھ مشترک اسم کو کوینکر اپنے لئے منتخب کرتے۔ جہاں خائیان دین نے ہزاروں روایات گھڑ کر قرآن کریم کے مشکوک بنانے سے احتراز نہیں کیا۔ اس پر تو خدا نے قاور کی نگہبانی اور حفاظت کی وجہ سے قاور نہ ہو سکے بھلا انسان ضعیف البنیان کیا چیز ہے جو محکم الملائکہ کے شکر جزار سے محفوظ رہ سکیں۔ الا ماشاء اللہ

دیکھو مزا آپ کے امام نے اسی واسطے تو کافی میں فرمایا ہے۔ کہ لوگوں سے مباحثہ مت کرو۔ اور تفریقہ مت چھوڑو۔ تم اس کے بخلاف عمل کر کے مباحثات پر بھی اقدام کر رہے ہو۔ اور تفریقہ کی نعمت علیٰ کو چھوڑ کر ایک تو نو حصے دین کو وصل کر کے صرف دسواں حصہ تمہارے پاس رہا ہے۔ دوم مباحثات شروع کر کے اپنے تفریقہ باز مذہب کو ایسا ہی رسوا کر دیا جیسا کہ مضمون زیر بحث میں ناظرین کرام ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ کمر باندھ کر بڑے کروفر کے ساتھ نکلا تھا۔ میدان مناظرہ میں واسطے اظہار شرف اسم (شیعہ) کے لیکن دیکھا آپ نے کہ از روئے کلام اللہ یہ وہ نام ہے جو خود و ناعلم حکیم نے اپنے نہایت سخت دشمنوں کے لئے کئی جگہ استعمال فرمایا ہے۔ لکھا فعل با شیا اعظم۔ و قتل اھلکنا اشعیاکم یعنی دیکھو تو سہی کہ میں نے پہلے شیعوں کے ساتھ کیا عمل کیا۔ پھر دوسری جگہ فرما رہا ہے۔ کہ ہم نے تمہارے پہلے زمانہ کے شیعوں کو کس طرح کئی قسم کے غذاؤں سے ہلاک کر دیا ہے۔ اب بھی اگر شیعہ کے نام پر تم کو فخر ہو۔ تو مانا پڑے گا۔ کہ شہرم چہ کئی است کہ پیش شیعہ امید۔

**نوٹ :-** غازی محمود دہرم پال کا رسالہ کفر توڑ۔ زیر بحث رافضی کا رسالہ نہام کفر شکن دونوں کا مقصد واحد ہے۔ غازی محمود کے نزدیک کریمہ کافر۔ اور اس رافضی کے نزدیک مسلمان اہلنت کافر۔

اس امر کو مدنظر رکھ کر ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ کہ میرا جواب ترکی بہ ترکی کے اصول پر ہوگا۔ خواہ کوئی کس رافضہ کا ہم جنس شنی ہم کو اپنی بے حیثیتانہ رواداری سے خارجیانہ پالیسی کا سودیہ سمجھے۔

## کشف التلبیس حصہ اول سوم

مؤلف مولانا ولایت حسین شاہ صاحب دیوبند  
یہ کتاب شمس الاسلام کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔  
اس کی چند کاپیاں زائد طبع کرانی گئی ہیں شائقین  
جلدی طلب کریں۔ شیعہ کا رسالہ نور ایمان کئی دفعہ طبع  
ہو چکا ہے۔ اس کتاب کے ذریعے شیعوں کو نور ایمان یا طلعت  
کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ ان کے اعتراضات جوابات  
نہایت شانہ و شوکتی سے دیئے گئے ہیں قیمت ہر حصہ ۸

## برق آسمانی بر خرمین قادیانی

یہ وہ کتاب ہے جس کا انتظار کرتے کرتے شائقین  
تھک گئے تھے۔ الحمد للہ کہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر  
اس کا اول حصہ شائقین کے ہاتھوں میں جا رہا ہے۔  
ظہور احمد صاحب بگٹی کی محرکہ آثار تصنیف مرزا بیوں کا نا  
بند کر دیگی۔ شائقین بہت جلد طلب فرمیں۔ ورنہ  
ایڈیشن ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ قیمت لاگت

کے برابر صرف ۸  
ملنے کا پتہ۔ نیچر شمس الاسلام مجید (پنجاب)



# خطبات و القاب کی بے وفائی

(از علامہ ارشد)

قدرت کی کرشمہ سنجی دیکھیے۔ اور فلکِ دوار کی گردش کا ملاحظہ کیجئے۔ کما ج سے ایک صدی قبل اقوامِ عالم کی وجاہت و وقار میں کیا تفاوت تھا اور اب کیا ہے؟ یہی ہندوستان کے گداگر مغس۔ غریب۔ اور نادار ملان سلاطین و نیا میں شمار ہوتے تھے۔ اور خدا کی زمین پر ان کا سکہ جاری تھا۔ انقلابِ عالم کا کیا کہئے کہ محدود وقت میں کیا کیا تغیرات پیدا کئے اور خدا جانے کہ ابھی کون سی تشویر و کیفیات اس عالم وجود میں وجود پیر ہوتی ہیں۔ یحییٰ من یشاء و یدل من یشاء۔ اسی طرح خطابات و القاب کے وقار کا جائزہ لیجئے کہ بیجا کس قدر ذلیل و پست ہیں۔ اور مورخان نے کیونکر انہیں بام ترقی سے روز افزق تسفل و انحطاط کی پستی میں جا بھینکا۔ اور ابھی وہ زمانہ قریب ہے کہ خطابات و القاب کے عنوان بھی مہلات کی فہرست میں شمار کر دیئے جائیں گے ایک زمانہ تھا کہ سب سے بڑے بکرال علوم عللۃ الدہر کو ملائے عنوان سے یاد کرتے تھے۔ اور یہ نام ایک خاص اہمیت کا شفعن تھا حضرت مولانا احمد رحمۃ اللہ علیہ نے دینی لحاظ سے اصولِ فقہ کی وہ خدمت کی کہ نور الانوار حبشی فقید المثال تصنیف لکھی۔ اور قرآن کی وہ خدمت کی کہ تغیر احمد لکھ کر حنفیوں پر احسانِ عظیم کیا۔ اور دنیاوی لحاظ سے وہ وقتِ حال کی کہ بادشاہِ وقت اسد بن سکے لیکن ساری دنیا انہیں ملا جیوں کے نام سے جانتی ہے۔ اور اب اب بصیرت میں سے مسدود چند ایسے اصحاب ہو گئے جو ان کا اصلی نام جانتے ہوں۔

اسی طرح حضرت مولانا عبید اللہ تلمانی رحمۃ اللہ علیہ جو عمان کے مشائخ میں شمار ہونے کے علاوہ ان کا سببہ علم کا ٹھاٹھیں مارتا تھا اسدِ سندر تھا۔ اور خصوصیت سے علمِ میراث میں تو ان کے بچوں اور نوڈلوں تک ماہر تھے۔ لیکن دشمن نہیں بلکہ اپنے احباب اور متقدین صلا عبید اللہ صاحب کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور اس خطاب نے اس قدر قبولیت اور شہرت اختیار کی کہ اب تک ان کے سجادہ نشین صلا کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔

اس کے بعد اس خطاب کی عظمت لوگوں کے دلوں سے محو ہو گئی۔ اور لوگ ان ماہرینِ فن کو جن کو صلا کا لقب دیتے تھے۔ اب مولوی کا خطاب دیئے گئے۔ ایک بزرگ نے ایک کتاب

لکھی اس کا نام اپنے نام کے مطابق "حمد اللہ" دھرا۔ لوگوں نے مصنف کے نام کے ساتھ صرف مولوی کا نام لگانا گوارا کیا۔ اور صرف مولوی حمد اللہ پکارا۔

اسی کتاب کا حاشیہ ایک دوسرے بہاولپوری فاضل نے لکھا جو منطقی نکات میں اپنی نظیر آپ ہے۔ تو لوگوں نے ان کے نام کے ساتھ مولوی کا لفظ الحاق کر نیکی جرات کی۔ اور اس سے زیادہ خطاب دیئے جو مولوی اسد اللہ کے نام سے مشہور ہیں۔

رئیس المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قطعہ تاریخ وفات میں موتی دہلوی نے فقط آپ کو مولوی کے نام سے یاد کیا اور کہا ہے۔ انتخاب نسخہ میں مولوی عبدالعزیز الخ اس کے بعد مولوی کا لفظ بھی غیر موثر اور مبتذل ہو گیا۔ تو لوگوں نے اپنی توجہات "مولانا" کے لفظ پر مبذول کیں۔ اسی ضمن میں مولانا فخر جہاں رحمۃ اللہ علیہ دہلوی جو ایک مشہور بزرگ صاحب دل اور ولی اللہ ہونے کے علاوہ علوم ظاہریہ میں ماہر اور مکیا تھے۔ ان کے نام کے ساتھ "مولانا" کے لفظ کا اطلاق کیا گیا۔ اسی طرح حضرت خواجہ کلیم اللہ جہاں آبادی جو سلسلہ چشتیہ کی دہمہ دار سستی شمار کئے جاتے ہیں۔ ان کو بھی مولانا کلیم اللہ جہاں آبادی کے عنوان سے یاد کیا گیا۔

ازاں بعد یہ لفظ بھی قابل اعتناء نہ سمجھا گیا۔ اور پھر فاضل کے گرائڈر لفظوں پر توجہ منعطف ہوئی اسی سلسلہ میں فخر پنجاب حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ کو فاضل لاہوری کے نام سے یاد کیا گیا۔ اس مرحلہ کو عبور کرنے کے بعد علامہ کے لفظ کا دیوالہ نکلانے کی سعی مشروع کی۔ اور پھر بڑے بڑے مولانا علامہ کہلانے لگے۔ حضرت تفتازانی جنہیں معانی بیان عقائد اور دیگر علوم نقلیہ میں ایک خاص شہرت اور مرتبت حاصل ہے۔ اس بزرگ کے نام کے ساتھ بھی صرف علامہ کے الفاظ کا الحاق کیا گیا۔ اور کائنات عالم انہیں علامہ تفتازانی کے نام سے یاد کرتی ہے۔

یہ ہے خطابات و القاب کا سابقہ معیار۔ اب ذرا موجودہ حالت پر نظر ڈالئے۔ مارکلی میں جاتے کسی سے "ما تہدیجئے" آپ کو پتہ لگ جائے کہ بد زبانی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ اعتماد نہ ہو۔ تو بجز بکر لیجئے پسینہ آجائیکا۔ چائے نوشی کا نشہ بھی جاتا رہیکا۔ داغ صحیح اور قلب سلیم ہوجائیکا۔

اور اگر صلا لہنے کی جرات نہ ہو۔ تو پھر ذرا کسی مولانا کو مولوی کہہ دیجئے۔ اور پھر دو دن خالی انہیں ہتھیکر علاقہ وارنٹوں کا انتظار کیجئے جس میں آپ کے خلاف زیر دفعہ ۵۵ تعزیرات سہد قانون چارہ چولی کی گئی ہو۔ اور پھر ازالہ حیثیت غریب کے اس دعویٰ میں خدا جانے کن کن مصائب کا سامنا لئے "مولانا" اور مولوی کو تو کون پوچھے۔ آج تو مولانا کے خطاب پر بھی لوگ راضی نہیں ہوتے جب تک

اس کے ساتھ حضرت کا گراں قدر دم چھٹا نہ لگا ہو۔ شاید ہی کوئی صاحب مولانا کے لفظ پر راضی ہو جائیں۔  
ورنہ معاملہ تو بہت دشوار اور مشکل ہے۔

مولانا کا لفظ بھی تقریباً "ملا" اور "مولوی" کی مبتذلانہ فہرست میں شمار ہو گیا۔ اب لوگوں نے علامہ کے لفظ کی مٹی پلید کرنے کو کمر کس لی۔ ایک ہم ہیں کہ متواتر دس سال سرزمین بہاولپور میں ٹھوکریں کھاتے ہیں طالب علمانہ زندگی کے مشکلات برداشت کئے اور پھر اس طویل و عریض عرصہ کے بعد کہیں جا کر ٹوٹی پھوٹی علامہ کی سند ملی۔ سچ پوچھیے تو ہم نے بھی خطابات کی ارزانی کو دیکھ کر یہ جرات کی تھی۔ اور ہم اپنی دور رس نگاہ سے آئندہ کے حالات کا مطالعہ کر رہے تھے۔ ابھی یہ دس سال پورے بھی نہیں ہوئے تھے۔ کہ مسٹر ضلّہ لطیف صاحب علامہ بن گئے۔ اور ابھی فارغ ہوئے تھوڑا سا عرصہ گذرا تھا کہ مسٹر عبداللہ گاندھی بھی گھر بیٹھے بٹھائے علامہ بن گئے۔ الحفیظ ع۔ چیت یا رانِ طریقت بعد ازیں تدبیر ما۔

سب سے بڑا غضب تو یہ ہے کہ امرت سر میں ایک صاحب نہایت کے ماہر فاضل تفسیر میں کہتا ہے کہ میں جن کا کام یہ ہے کہ چلتے چلتے مسخری کے رنگ میں شریفوں کی گڑبی اور چھال دی۔ اور قرآنی آیات کی تضحیک تو ان کا خاص شعار ہے۔ لوگوں کو دیکھیے کہ ان کو علامہ حسین میر کا شیعری کے نام سے معنون کر دیا۔ کیا کیا جائے۔ ہمارے دوستوں اور احباب کی سنگدلی دیکھیے۔ کہ کسی بزرگ نے ہماری اس بے توقیری پر اظہارِ تعزیت کا فرض آؤں بھی ادا نہیں کیا۔

ہاں صاحب! فاضل کے متعلق تو کہنا ہی بھول گئے کہ یہ عزرا لفظ بجا کر کس حد تک ذلیل ہوا؟ لیکن اس کے بارہ میں تو حکومت کی مداخلت بھی ضرور ہے۔ اُس نے جابجا فاضل سار "ٹکس لیں" کھول دیں اور اپنی برطانوی تدبیر سے ایسی کچڑی تیار کی۔ کہ دو موثر لفظوں کو جمع کر کے "مولوی فاضل" بنا دیا۔ اب نتیجہ یہ پھیل رہا کہ انبیٹ اٹھائے تو "مولوی فاضل" سے ملاقات کر لیجئے۔ اور پیچھے ہٹیں تو ہسپتال میں جا کر بلا رب فاضل صاحب کی بیمار پرسی کا فرض ادا کر آئیے۔

علمی دنیا کو چھوڑ کر ذرا قومی دنیا کی طرف توجہ کیجئے۔ پہلے تو یہ حالت تھی۔ کہ بڑے بڑے جاناں سپاہی جان جو کھوں میں ڈالنے اور سرفروشی کے بعد مجاہد و غازی کا خطاب پاتے تھے۔ اور اب جس پر خدا نخواستہ تہذیب چل جائے اور عدالت کا طواف کر آئے۔ وہ بھی مجاہد و غازی۔ بلکہ اب بعض ایسے غازی بھی پیدا ہو گئے ہیں جو غذا کھاتے کھاتے غازی مشہور ہو گئے ہیں۔ باقی ہے فخریات اور فخر قوم۔ ان کا تو کیا رونا۔ ان کے اقبال و وفار کا عرصہ تو اس قدر کم ہے۔ کہ خدا کی تعذیر یا د آتی ہے۔ ابھی تھوڑے دن گذرے کہ سائر پیام زندگی "سرگودہ" نے اعلان کیا کہ فخر قوم پیر غلام محمد آف جہانیاں شاہ صاحب کونسل کیلئے لکھ رہے ہیں

ہم نہیں جانتے کہ یہ بزرگ کب سے "فخر قوم بن بیٹے" اور شعیب نوازی اور سرکاری پستی سے کیونکر گھر بیٹھے "فخر قوم" کا امتیازی منہ حاصل کر لیا۔ ساری عمر میں قوم کو پوچھا تک نہیں لیکن بن گئے "فخر قوم"۔ اس چربو لہجی است۔ مگر ہمیں اس کا درد زیادہ اس لئے نہیں کہ دیرپا م زندگی کی لئے ہے۔ جو خیالات روش۔ دنیا داری بھاشہ اور تمدن میں اور خطابات کی تقسیم میں بڑے ہی فیاض نکلے ہیں۔ اللہ رکھے خیر سے اب تو بس روز بروز ہم محسوس کر رہے ہیں کہ دنیا سے تو پہلے ہی نصیب نہیں تھا۔ ایک علامہ کے الفاظ تھے جن کو چوتھے چاہتے اور انہوں پر لکھتے تھے۔ خدا غرق کرے ان ائمہ شفا سوں نے جنہوں نے ہماری اسیسین خاک میں ملائیں۔ بے وقاری کا بھی حد ہوتی ہے۔ اب تو بعض مقررین اور لیڈر حضرات شیطان کو بھی سلامہ کہتے ہیں۔

ہاں دُور سے ایک اُمید کا جلوہ نظر آتا ہے کہ اب "امیر بننے کی کوشش کی جائے اور شاید کبھی خوش قسمتی سے اس عہدہ جلیلہ پر فائز ہو جائیں۔ مگر اب اس ارادہ میں چار چیزیں مانع ہیں جسکے پہلا امر تو یہ ہے کہ امیر کی کثرت ہے۔ کوئی "امیر شریعت" ہیں اور کوئی "امیر ملت" اور کوئی کسی جماعت کے امیر اور پھر صوبے بھی تقسیم شدہ۔ کوئی صوبہ پنجاب کی شریعت کے دانی ہیں۔ اور کوئی صوبہ بہار پر حکمرانی کرتے ہیں۔ اور دوسرا مانع یہ ہے کہ بقول "دو دھکا جلا جھپکا جھپکا" کے دیکے پیتے ہیں۔ اب یہیں ڈر ہے کہ کہیں جب تک ہم اسے حاصل کریں اس وقت تک اُمید کی بھی وہی مٹی پلید ہو جاوے جو آج علامہ کی ہے۔

ابھی حال میں "خفیہ میں کراچی کے ایک مولوی صاحب کے القاب شائع ہوئے تھے۔ امیر شریعت امیر ملت و امیر ملت کراچی۔ الامان والحفیظ تمام عہدوں پر ایک صاحب ہی قابض ہو گئے۔ مگر قوم کی طرف سے امارت مدعوں کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ سے عزیز ہندی امیر سنی کی تحریک قیام امارت علیہ ہند نامی کامنہ دیکھ رہی ہے۔ ابوالکلام صاحب آواز دے بھی امیر کہلائے۔ نئے انکار کر دیے۔

اب معاصر سیاست نے ایک جدید بدست ایجاد کی ہے۔ سبیاں کو لے کے مولوی محمد شاہ صد انجن تحفظ حاصل کر کے کسی خطاب و لقب کی ضرورت نہ تھی۔ مدیر سیاست نے اُسے امام العصر کا خطاب دیا۔ تاکہ لفظ امام کی بھی مٹی پلید ہو جائے۔ معاصر آحسان اس پر لکھتا ہے کہ ہر مسجد میں کوئی امام العصر ہوتا ہے۔ کوئی امام العصر کوئی امام الفجر۔ کوئی امام المغرب اور کوئی امام العشاء۔ پانچوں وقت کی امامت کرنے والے کو امام زمان کہا جاسکتا ہے۔ اسی طرح زبدۃ العارفین۔ قدوۃ السالکین شمس الکاملین قبلہ و قبلہ عالم حضرت حضور اوسید مجاہد و زمین کے الفاظ بھی بے معنی ہیں اور غدارناستہاسی ناشر ہو چکے ہیں۔ اسی لئے غالباً سندھ کا ایک محدث پیر محمد زمان سندھی اپنے بزرگوں کے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم اور سلطان الانبیاء کے الفاظ استعمال کیا کرتا ہے۔ عوام کے نزدیک وراثت کی کوئی وقعت نہیں۔ اسی لئے بعض جہلانے پیر کو انبیاء کرام کا

ہم مرتبہ قرار دیتے ہیں۔ کسی فوت شدہ انسان کو پہلے مرحوم کہہ دینا سب بڑی عزت سمجھا جاتا ہے۔ بعد ازاں علیہ الرحمۃ کا لفظ ایجاد ہوا۔ پھر رحمۃ اللہ علیہ کے دعائیہ جملہ کی تشبیہ ہوئی۔ اب ہر حامل و عاقل کو رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے جیسا کہ معاصر پیام زندگی نے سرگودہا کے ایک سوداگر یا پوش کو رضی اللہ عنہ کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ علیہ السلام صرف انسان کو ام کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ اب شیعوں کے اثر کی وجہ سے اس لفظ کا استعمال عام ہو چکا ہے۔ ہمارے اسلاف تو یہی کہتے تھے۔ ”گر حفظ مراتب نہ کنی زندگی نہ گد آجکل حفظ مراتب دنیا میں مفقود ہو چکا ہے۔“

## نقل اور اصل

(از حضرت علامہ کنہی مدظلہ)

قلباے آسمان کے خاک سے جا کر ملانے میں  
محمد مصطفیٰ خود اس ترقی کے زمانے میں  
رعایا کون سے حاکم کی تھی اپنے زمانے میں  
نہ تھا قیصر کا اس کو خوف کچھ سچی سنانے میں  
مگر افسوس تو مصروف ہے چندے اڑانے میں  
وہاں کاڑھا پسینے کو کھجوریں سادہ کھانے میں  
بنا نجدید کیا دیں کی ہوئی تجھ سے زمانے میں  
رہا تو بیضہ و طاعون کی خبریں سنانے میں  
کیا تو نے بے راکفہ کی کے آشیلانے میں  
لکھیں تو نے پچاس الماریاں جس کے بچانے میں

مہارت قادیان کو ہے بہت بائیں بنانے میں  
اُسے ہے ادا عا مرزا بروزی اور طلی ہے  
کوئی پوچھے کہ تو ہے عکس جس ذات گرامی کا  
عدالت میں ڈوئی صاحب کی تو نے ایڑیاں رگڑیں  
ہدایا کو محمد بخشے تھے فی سبیل اللہ  
مقوی مئے، دوائی کے بہانے تو نے گو برقی  
یہ چونکنا کن تھا اسلام کا پر کی نہ حج تو نے  
محمد رحمۃ اللہ العالمین نور بشارت تھا  
بہت افسوس تجھ پر نام کا مرغِ حرم ہو کر  
تجھے ہے فخر زبردست برطانیہ تو ہے

بھلا کس طرح ہو سکتا ہے تو ظلم و بروز اس کا  
قدم رکھتا نہ جس نے دشمنوں کے آستانے میں

علمی جواہر: گذشتہ چار پانچ سال کے رسائل شمس الاسلام کے کچھ پرچے موجود ہیں۔ یہ رسائل بہت جلد  
نایاب ہو جائیں گے اور پھر کسی قیمت پر نہ مل سکیں گے۔ بیعتی قیمت ۲ روپیہ چھ مٹنے کا پتہ فی شمس الاسلام بصرہ (پنجاب)

# تَقْدِیْمٌ وَتَبَصُّرٌ

**آئینہ امراض مرزا** : یہ مختصر رسالہ جناب محمد اسحاق صاحب حنیف ترسری کا اثرِ قلم ہے صاحب مصنف نے ان اوراق میں مرزا غلام احمد قادیانی کے امراض شمار کئے ہیں۔ مرزائے قادیان اور اس کے مریدوں کی مستند کتب سے حوالے دیکر مرزا صاحب کے جسمانی امراض شمار کئے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب کا دماغی توازن قائم نہ تھا۔ وہ ایک ٹائم المریض محض الذی انسان تھے۔ طرز اثبات و طریق استدلال صحیح اور بخوبی ہے قیمت ایک آنہ علاوہ محصولِ لٹراک۔

**بینچہ دفتر مبلغ حقانی بک ڈیپو چوک لوگرہ امرتسر**  
یہ رسالہ مولانا بکرت علی صاحب حنیف چشتی کا تصنیف شدہ ہے۔ فاضل مصنف نے مدلل پیرایہ

**اثبات التقلید مع فضائل النعمان**  
میں تقلید کو ثابت فرمایا ہے۔ اور آخر میں حضرت سراج الائمہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے فضائل مناقب بھی بیان فرمائے ہیں۔ حوالہ جات مستند کتابوں سے دیئے گئے ہیں قیمت ایک آنہ علاوہ محصول۔ ایک پیسہ میں بیس۔ قاضی ابوالنور محمد فاضل ساکن سند پورہ ڈاکخانہ جلالپور جٹاں ضلع گجرات۔  
**کشف التلبیس**  
امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے کتاب تلبیس ابلیس جو ۵۵۰ جہزی کے قریب تصنیف فرما کر ابلیس کے کارناموں کو طشت ابراہیم کر کے اُتارت

محمدی کو محتاط اور باخبر رکھنے کے لئے رہنما اور رشکال اپنے بعد چھوڑ گیا ہے اس سے معلم الملائکہ بے خبر نہ تھا۔ لہذا اس نے بھی دنیا کے کوئے کو نہ میں اپنے خلفائے صلوات مثلاً میں میں عبد اللہ بن سبا۔ عراق میں شیطان طاق وسط ایران میں حسن بن صباح۔ اطراف عراق و عرب میں ہشام بن شہید میں نصیر الدین ابو جعفر طوسی۔ سنہوش میں قاضی نور اللہ شوستری وغیرہ لاکھوں کی تعداد میں چھوڑ گئے۔ اور اپنے مشن کی تکمیل کیلئے نجف۔ کربلا مشہد۔ مکہ منورہ کو دار الخلافہ متقرر کر کے جو اپنے دامِ تدویر و ضلالت میں سابق سے بھی بڑھ کر سرگرم عمل ہیں۔ بارے خدائے تعالیٰ کا ہزار ہا شرک ہے کہ شکلا شاعی عالم دستِ تمکین حقیقی نے خلفائے صلوات اور ائمہ بدیعون الی النار سے بچنے کے لئے ایک بچانے والے دعوے الی الخیر کو وجب التکلیم مولانا سید ولایت حسین کی صورت میں نمودار فرما کر انہیں زیر بار احسان کیا۔ اسی کو تو کہتے ہیں مردے از غیب بروں آید و کارے کہند۔ رسالہ قاتلانِ حسین کے

مصنف کے بعد یہ دوسرا وجود ہی جو دہے جو اسی معنوں میں آل رسول کہلانے کے مستحق ہیں مجھے زیادہ  
توریف کرنے سے حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام مانع ہے۔ ورنہ یہ کچھ لکھا آفتاب کے سامنے چلے گیا سوا ہی  
ہے۔ خدا تعالیٰ آنحضرت کو جزائے خیر دے۔ اور حزب الانصار کو توفیق بخشے کہ وہ اس عرصہ ہدایت کو اس نمایاں  
لباس سے لبوس کر کے عامۃ المسلمین کے سامنے جلوہ آرا فرمائے اور ساتھ ہی جو کئی غلطیوں کے اس خط و خال  
کو بھی مٹا دے۔ جو بجا لگانے سے اس کے اصل حسن میں رکاوٹ کے موجب بن گئے ہیں۔ ماعلینا اکا البلاء یعنی  
اس کے منتظر سرودست ایک دبا بھی نگین کے دماغی ترکش نے نکال کر ناظرین بانیکن کو پیشکش کیا جاتا ہے۔  
خواہی کہ ترا در نظر آید آں کس ؟ کو مستحق آل نبی باشد و بس  
بہار و بہار بر رخ کشف التلبیس ؟ شیعہ چلق بن و ولایت چو عس  
نوٹ :- مذکورہ رسالہ کشف التلبیس جو مکمل کیفیت ۸ فریجیج جریڈیکل شہس اسلام بھیرو پنجاب مل سکتا ہے۔

# تشکر و امتنان

عالی جناب خان بہادر نواب قریشی محمد حیات صاحب سی۔ آئی۔ ایم۔ ایل سی۔ رئیس اعظم  
صاحب و وال نے دارالعلوم غفریہ کے لئے پچاس روپیہ سالانہ امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔ خان بہادر شیخ فضل حق  
صاحب ایم ایل۔ لے صدر بلدیہ بھیرو و خان صاحب شیخ فضل آہی صاحب پراچہ ڈاکٹر حکمہ الماعان پنجاب نے  
دارالعلوم کا معائنہ فرمایا۔ حسابات کے رجسٹر و دیگر کاغذات دیکھ کر کامی ملاحظہ کیا۔ ہر دو اصحاب حزب الانصار  
کے اس شاندار ارادہ کو دیکھ کر بے حد ملین اور محظوظ ہوئے۔ خان بہادر شیخ فضل حق صاحب نے علاوہ  
مقررہ سالانہ امداد کے دارالقامہ کے لئے اپنے خرچ سے ایک کمرہ تعمیر کرنے کا وعدہ فرمایا۔ خان صاحب  
شیخ فضل آہی صاحب پراچہ نے بھی اپنی کامل سہمدوری و اعانت کا یقین دلایا۔

راجہ غلام غوث صاحب رئیس جیک۔ لے نے بھی ایک کمرہ بنوانے کا اقرار کیا ہے۔ سید کبیر حسین  
صاحب نے پونہ ضلع الہ آباد سے مبلغ پانچ سو روپے دارالقامہ کے لئے بندوبست فرمائی اور ارسال فرمائے  
ہیں۔ موسم سوا کی شدت سے پہلے دارالقامہ کا تعمیر ہو جانا بے حد ضروری ہے۔ مصارف تعمیر کے لئے مبلغ  
سات ہزار روپیہ درکار ہے۔ ارباب کرم فروری امداد فرمائیں۔ موسم سرما میں طلباء کی اقامت کیلئے جامع  
مسجد کے حجرے ناکافی ہیں۔



حب فیہ اصحاب نے جریدہ شمس الاسلام کی توسیع اشاعت میں حصہ یکسر منون فرمایا۔

حافظ محمد سعید صاحب گیاوی رکن حزب الانصار ۳۳ خریدار۔ خواجہ میر احمد صاحب بیٹی کلکتہ ۳۳  
مولوی رحمت اللہ صاحب ۱۰۰۔ مشتاق حسین صاحب بارک پور کلکتہ ۲۔ قاضی بشیر الدین صاحب  
کلکتہ ۱۔ خان زار ۱۰۰۔ احمد خان صاحب بنگلہ ۲۔ قاضی عبدالرب صاحب بنگال ۱۔ مولانا محمد  
یوسف صاحب عبد البر ۱۔ مولوی محمد مقبول صاحب بھاگنالوالہ ۱۔

شمس الاسلام کے بقائے لئے معاونین و کارہن و خسارہ کی ماہانہ رقم کارنا قابل برداشت  
ہے۔ ہم اپنے قارئین کو کئی بار توجہ دلا چکے ہیں مگر انہوں نے کہ شمس الاسلام کی طرف بے انتہائی کامیاب سلسلہ جاری ہے شمس الاسلام  
کے جملہ قارئین اگر کوئی توجہ و تہمت کا پس تو خسارہ کی رقم پوری کر سکتی ہے۔ ہر صاحب کم از کم دو جدید خریدار ایک ماہ  
کے اندر فراہم کریں۔ اور حق و صداقت کی آواز بلند رکھنے میں ہماری امداد کریں۔

**ضروری گزارش** جن اصحاب کے خریداری نمبر ذیل میں درج ہیں ان کی مدت خریداری اس مہینے ختم  
ہو گئی ہے۔ ایسے حضرات براہ کرم آئندہ کے لئے اپنا چندہ بذریعہ پی آر ڈر ارسال

فرمائیں۔ اگر خدا خواستہ کسی مجبوری کی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو۔ تو بذریعہ کارڈ و فنر شمس الاسلام کو مطلع  
فرمائیں۔ انہیں خاموشی کی صورت میں ماہ نومبر کا پرچہ بذریعہ وی۔ پی ان کی خدمت میں ارسال ہوگا۔ جریدہ کی موجودہ نازک  
مالی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے جملہ اصحاب کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست ہے کہ جریدہ کی سرپرستی سے دست کش نہ ہوں۔

نمبر ۹۱۸ - ۹۱۲ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۳ - ۲۳۱ - ۳۶۲ - ۹۵۴ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹

۹۵۹ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰

## دارالاقامہ کی تعمیر

مورخہ ۳۳ ستمبر ۱۹۳۶ء بروز چار شنبہ صبح دس بجے دارالاقامہ کانسٹ بنیاد اعلیٰ حضرت قیوم نہاں۔

**شرح**

مخدوم اعظم مولانا ابوالسعد ندظلہ اعلیٰ کے مبارک ہاتھوں سے رکھا گیا۔ تعمیر کام خدا کے بھروسہ پر  
شروع کیا گیا ہے۔ سرمایہ اگرچہ موجود نہیں مگر مایہ غزم و اخلاص نے ہمیں ایسے عظیم الشان کام پر آمادہ کر دیے جو صاحب ایسے  
کار خیر میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ بہت جلد امدادی رقم بذریعہ پی آر ڈر بنام تنظیم دارالعلوم خریز بھیرہ ارسال فرمائیں۔ ایک پرچار موقوف  
کے قریب خرچ ہوگا۔ جو صاحب ایک مکہ کا خرچ عطا فرمائیں گے۔ ان کا اسم گرامی دروازہ پر تحریر کر لیا جائیگا۔ انشاء اللہ یہ محفل  
معاونین کے لئے صدقہ جاریہ ثابت ہوگا۔ اور موت کے بعد بھی ان کو ثواب حاصل ہوتا رہیگا۔